چٹھیاں

مصنّف

سرتاجِ اولیاء سلطان العارفین

حضرت مولوی غلام رسُول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

حضرت مولوی غُلام رسُول عالمپوری فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) پاکستان

مزارِ اقدس عظیم کلاسیکی شاعر سرتاج اولیاء سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چٹھیاں

مصنف

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین
حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

اہتمام اشاعت	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
کتاب کا نام	=	چھٹیاں
مصنف	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	=	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
ناشر	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
تزئین و آرائش	=	راشد حسین (مہر گرافکس اینڈ پبلشرز)
اشاعتِ اوّل	=	مئی 2013ء
اشاعتِ دوم	=	مارچ 2023ء
تعداد	=	500
قیمت	=	350 روپے
ملنے کا پتہ	=	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری پوسٹ بکس 1022 پیپلز کالونی فیصل آباد، پاکستان
موبائل	=	0092-313-8666611 0092-300-4473366

Website:www.alampuri-research.org

Email: president_alampuri@yahoo.com

info@alampuri-research.org

انتساب

اس دنیا میں میری فکری رہنمائی اور بہترین پرورش کرنے والے

انتہائی ایماندار اور وضع دار میرے والد محترم

چوہدری غلام قادر پھامبڑا (مرحوم)

کے نام

جو آج بھی میری یادوں کے دریچوں میں مجھے ثابت قدم رہنے کی

تلقین کرتے رہتے ہیں جس سے میری آنکھیں محبت کے آنسوؤں سے

بھیگ جاتی ہیں اور میرا دل ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

فہرست

1۔	نذرانہ عقیدت بحضور حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	06
2۔	دیباچہ	07
3۔	سوانح حیات سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	11
4۔	شجرہ نسب	19
5۔	اُردو نثر پارہ	20
6۔	چٹھی بنام سید روشن علی	22
7۔	چٹھی بنام ہیرے شاہ	46
8۔	چٹھی بنام صاحبزادہ غلام یٰسین	59

حضرت مولوی غلام رسول عالپوری فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

پوسٹ بکس نمبر 1022 پیپلز کالونی، فیصل آباد، پاکستان

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ دے حضور

عالمپوری غلام رسولؒ اک وڈا شاعر دانا
اوہدے علم ، فکر ، عرفان نوں جانے کُل زمانا
حکمت، طب، نجوم دے علماں دے وی عالم بھارے
تاریاں وانگوں روشن علم اوہناں دا چمکاں مارے
وچ پنجابی ادب دے اوہناں پایا انج دا حصہ
پندراں سال دی عمر وچ لکھیا میر حمزہ دا قصہ
چٹھیاں ، قصہ روپن نامہ ، پندھ نامہ وی لکھیا
چوپٹ نامہ ، گجرنامہ ، حلیہ پاک وی لکھیا
سسی پنوں، سی حرفی تے لکھیاں ہور کتاباں
علماں والیاں دی نگری وچ چمکن وانگ مہتاباں
رب نے اوہناں دی قسمت وچ کیتا علم عرفانی
تائیوں تے اس ولی خدا دے کھولے بھیت روحانی
ولی اللہ سن رب اوہناں دی نسل تے کرم کمایا
جس نے روحانیت وچوں واواہ حصہ پایا
اوہناں دے اس علم ادب توں جو وی لابھ اٹھاندا
عالم فاضل اکھواندا تے جگ وچ عزت پاندا
اوہدے ادب خزانیاں توں مسعودؔ نے فیض اٹھائے
قدماں اوہدیاں وچ عقیدت دے نیں پھُل چڑھائے

شاعر: مسعودؔ احمد چودھری (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

دیباچہ

یہ بات بہت سالوں سے میرے اندر کروٹ لیتی رہی کہ عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالپوری صاحبؒ کی وہ تصانیف جو شائع ہو چکی ہیں یا اشاعت کے بعد اب بازار میں نایاب ہو چکی ہیں اور جو تصانیف ابھی شائع نہیں ہوئی ہیں اُن کو کتابت کی غلطیوں سے پاک کر کے شائع کیا جائے۔ یہ بات آج کی نہیں بلکہ جب سے میں نے ہوش سنبھالی اس خیال نے ہمیشہ مجھے متحرک اور بے چین بھی رکھا میری زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا جو میں نے حضرت مولوی صاحبؒ کی محبت، شخصیت، کلام، اُن کے مزار اقدس اور اُن کی یادگاروں کی تعمیر کے بارے میں سوچ بچار نہ کی ہو اور اگر سچ پوچھیں تو یہ باتیں میری زندگی سے منسلک نہ ہوتیں، یہ تحریک میرے اندر نہ ہوتی تو شائد میرا حال کیا ہوتا۔ جس طرح میری زندگی میں اُتار چڑھاؤ بڑے عجیب طریقے سے آئے مجھے صرف آپؒ کی شخصیت اور کلام سے رہنمائی اور حوصلہ ملتا رہا اور میں پوری طاقت سے آگے بڑھتا رہا۔ مجھے شروع سے ہی احساس تھا کہ یہ کام بہت بڑا ہے اور مشکل بھی لیکن یہ بھی احساس تھا کہ اگر اب نہ ہو سکا تو پھر شائد کب ہو گا اور شائد اس انداز سے نہ ہو سکے کیوں کہ میں حضرت مولوی صاحبؒ کی زبان کے لہجے کو بھی سمجھتا ہوں، اُن کے خاندانی حالات، تعلیم اور دیگر معلومات کی شکل میں میرے پاس سچا اور قیمتی خزانہ موجود ہے لہٰذا اسے تحریری شکل میں عوام کے سامنے بھی آنا چاہیے۔ دوسری اہم بات یہ کہ میں کبھی کسی اہم شخصیت کے بارے اور پھر خاص کر حضرت مولوی صاحبؒ کے بارے کبھی کوئی ایسی بات نہیں تحریر کر سکتا جس کی صحت کے بارے میں مجھے شک ہو میری اُن کیساتھ محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لوں اور نہ ہی اپنی ذاتی خواہش کو سامنے لانے کی کوشش کروں۔ مجھے ہمیشہ حیرت ہوئی کہ بعض لوگ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کی خاطر حالات و واقعات کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں جس سے تاریخ کا چہرہ مسخ ہو جاتا ہے اور اِس بات کا غلط اثر ہمیشہ آنے والی نسلوں پر پڑتا ہے اور اُن کو تاریخ سے صحیح آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی تہذیب اور معاشرت سے صحیح طور پر آگاہ نہیں ہو سکتے۔ خیر اچھائی اور بُرائی کا ہمیشہ مقابلہ رہا مگر جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے اس لئے میں نے 1990ء میں حضرت مولوی صاحبؒ کے نام نامی پر

ایک تنظیم رجسٹرڈ کروائی اور ساتھ مطالعہ کا عمل جاری رہا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ فہم عطا کیا تاکہ میں چیزوں کو صحیح طریقے سے جانچ اور پرکھ سکوں میں نے کوشش کی کہ خصوصاً ہوشیار پور، جالندھر اور خطے کے دیگر اضلاع کی بولیوں کو سمجھ سکوں اسلامی تاریخ، متحدہ ہندوستان اور متحدہ پنجاب کے سارے علاقے کے بارے آگاہی حاصل ہو، یہاں کی برادریوں اور قبیلوں کے طرزِ زندگی، گفتگو کرنے کے سلیقے کو سمجھ سکوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مولوی صاحبؒ نے اپنے کلام میں کن کن زبانوں کو استعمال کیا، ان کے صحیح صحیح حالات زندگی رہن سہن، ان کا کن لوگوں سے ملنا اور ملنے کا انداز، اِن کی عادات، خاندانی حالات، ان کی شاعری کا معیار اور دوسرے شاعروں خصوصاً کلاسیکی شعراء سے موازنہ اور حضرت مولوی صاحبؒ کی انفرادیت، ان کے بات کرنے کا انداز اور اب تک جن لوگوں نے آپ پر لکھا ان کی سوچ اور ذہنیت ان کے عقائد و نظریات غرض اس سے منسلک ہر نوع کے معاملات کو سمجھنے کی جستجو کی جس میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد اور رہنمائی کی مجھے فہم و فراست عطا کی اور مجھ پر انکشافات ہوتے رہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ زبان کا لہجہ اور بولی ہر شخصیت کی اپنی رہنی چاہئے کیونکہ مختلف اضلاع میں پنجابی کے مختلف لہجے ہیں جنہیں محفوظ رہنا چاہیے اور کوئی خاص قسم کی پنجابی بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اس سے پنجابی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر چند ہم معنی الفاظ درج کرتا ہوں جیسے دیکھیا، ویکھیا- چند، چن- سفنا، سپھنا وغیرہ۔ حضرت مولوی صاحبؒ کا شاگرد سید روشن علی جب مالوہ میں اقامت پذیر ہو گیا تو اسکو لکھی گئی اپنی ایک چٹھی میں حضرت مولوی صاحبؒ ہوشیار پور اور مالوہ کی بولی کا یوں فرق واضح کرتے ہیں۔

ے ایتھے اسیں آہے اُوتھے بنے آپاں جدوں بولیاں ہور دیاں ہور ہوئیاں

آپ کے زیرِ نظر کتاب ''چٹھیاں'' میں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ تین چٹھیاں ''چٹھی بنام سیّد روشن علی، چٹھی بنام ہیرے شاہ، چٹھی بنام غلام یٰسین'' ہیں۔ جن کو راقم نے اکٹھا کر کے ''چٹھیاں'' نام دیا ہے۔ اصلاحی حوالے سے مختلف دوستوں سے بات ہوتی رہی۔ مختلف دوست احباب میرے پاس تشریف لاتے رہے اور مشاورت کا عمل جاری رہا اس سے کئی

سال قبل محمد عالم کپورتھلوی نے حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ کی سات تحریروں کو جمع کر کے ''ست پھل'' کے نام سے شائع کیا تھا۔ جس میں تین اشخاص کو منظوم چٹھیاں، حلیہ شریف، سی حرفی سسی پنوں، چوپٹ نامہ اور پندھ نامہ موجود تھا جبکہ میں نے حلیہ شریف کو الگ سے شائع کر دیا ہے اور سی حرفی سسی پنوں، چوپٹ نامہ اور پندھ نامہ کو ''دردکسالا'' کے نام سے شائع کر دیا ہے جبکہ چٹھیوں کو ''چٹھیاں'' کے نام سے شائع کر رہا ہوں۔ ''چٹھیاں'' میں محمد عالم سے جہاں سہواً غلطی رہ گئی یا کوئی لفظ ان کی سمجھ میں نہ آ سکا اس کو میں نے صحیح کیا۔ راقم نے ''چٹھیاں'' کی پروف ریڈنگ کے سلسلے میں بہت محنت کی اور بعض مشکل اشعار کو حل کیا بلکہ مشکل الفاظ کے معنی بھی حاشیہ میں تحریر کر دیئے تاکہ شائقین کو حضرت مولوی صاحب کے اشعار سمجھنے میں آسانی ہو جس سے اب ان کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔

اگر کسی مصنف کا قلمی نسخہ سامنے موجود ہو تو اس کی پروف ریڈنگ اور اشاعت میں آسانی ہوتی ہے۔ عظیم کلاسیکی شاعر حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ کی چند کتب ایسی ہیں جن کی تقریباً سو سال سے اشاعت تو جاری ہے اور ان کتب کے آج تک کئی ایڈیشن شائع بھی ہو چکے ہیں لیکن ان کے قلمی نسخے موجود نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اکثر کاتب حضرات اور پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات سے بعض اوقات غلطیاں رہ جاتی ہیں اور بعض کاتب حضرات کو دیکھا ہے اور یہ بات تجربے اور مشاہدے میں آئی ہے کہ وہ اچھے بھلے صحیح لفظ کی تصحیح کرنے کی غرض سے اس کو بگاڑ دیتے ہیں۔ جیسا کہ مثال کے طور پر میں نے حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ کا ایک شعر کاتب کو لکھنے کے لیے دیا۔

ایہہ مرداں دے نام دی جگ وچ رہسی ہول
خلق پکارا پاوسی کدی غلام رسول

تو کاتب نے دوسرے مصرعے کو یوں لکھا:

خلق پکاراں پاوسی کدی غلام رسول

راقم نے کاتب سے پوچھا کہ جب میں نے تم کو تاکیداً یہ بات کہی تھی کہ شعر میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی تو تم نے پکارا کی جگہ پکاراں کیوں لکھا ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ جناب پکارا تو ایک ہوتا ہے، اس

لیے میں نے پکاراں لکھا ہے تا کہ زیادہ یعنی جمع کا صیغہ بن جائے کیونکہ یہ پورے زمانے میں پھیلنی تھی۔ پھر میں نے اس کو پکارا کا مفہوم بتایا اور کہا کہ یہاں پکارا ہی آئے گا جس کا مطلب ہے بلند آواز، شہرت، ناموری اور شوروغل لہٰذا یہی معنی موزوں ہیں۔ تو یہ مثال دینے کا میرا مقصد یہ تھا کہ کاتب اور پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات اکثر اپنی طرف سے کمی یا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ چند کتب کے قلمی نسخے نہ ہونے کی وجہ سے کاتب حضرات یا پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں۔ ایک نابغہ روزگار مصنف کے ذہن تک عام آدمی کی رسائی ناممکن ہوتی ہے کہ وہ شخصیت کیا کہنا چاہتی تھی۔ لہٰذا اس کام میں بہت محنت درکار ہوتی ہے۔ اس لیے موجودہ ایڈیشن میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں اس کے لیے میں نے مختلف ایڈیشن کو سامنے رکھا سوچ بچار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ان کو دور کیا۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ اب جو نسخہ آپ کے سامنے ہے اس سے اس کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔

اگرچہ راقم نے اس کتاب کی صحیح اشاعت میں پوری کوشش کی ہے لیکن پھر بھی کہیں کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو تصحیح فرما کر راقم کو مطلع کر دیں تاہم اہل علم حضرات پر اس کی خصوصیت مخفی نہیں رہے گی۔ اصلاح کی کوشش جاری رہے گی۔

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

سوانح حیات (Biography)

عظیم کلاسیکی شاعرسرتاج اولیاء سُلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ

پیدائش

حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ 5 ربیع الاوّل 1265ھ بمطابق 29 جنوری 1849ء بروز سوموار کوموضع عالپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔آپؒ کی قوم گجراور گوت کسانہ تھی۔آپ کے والدمحترم چوہدری مرادبخش اورآپؒ کی والدہ محترمہ رحمت بی بی تھیں۔حضرت مولوی صاحب والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔آپ کی پیدائش کے چھ ماہ بعدآپ کی والدہ محترمہ کاانتقال ہوگیاحضرت مولوی صاحبؒ کی عمرابھی تقریباً12 سال تھی کہ آپ کے والدمحترم بھی اس فانی دنیاسے کوچ کرگئے۔

تعلیم

ظاہری طور پر باقاعدگی سے تحصیل علم کے بارے میں کسی طرف سے کوئی سراغ نہیں ملتااور یہ تسلیم کرناپڑتاہے کہ آپ علم لدنی یعنی (الہامی علم) سے مستفیض تھے۔اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل و کرم تھا تاہم ابتدائی تعلیم کے طور پراپنے گاؤں کے مولوی حامد صاحب سے کچھ عربی اورفارسی کی کتب پڑھیں پھرکچھ علم قریب کےایک گاؤں غلزیاں کے مولوی عثمان صاحب سے حاصل کیا۔

ملازمت

ظاہری علوم سے فارغ ہونے کے بعدآپ میرپور کے پرائمری سکول میں بحثیت استاد پڑھانے لگے۔آپ نے میرپور کے پرائمری سکول میں 15 سال کی عمرمیں بحثیت استاد 1864ء سے 1878ء تک 14 سال تعلیم دی۔1878ء میں آپ کا تبادلہ موضع مہیسر ہوگیا۔وہاں آپ نے 4سال پڑھایااور 1882ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے کرعالپورآگئے۔آپؒ نے تقریباً18 سال بحثیت سکول اُستادملازمت کی اور جب آپ نے استعفیٰ دیاتواس وقت آپ کی عمرتقریباً33 سال تھی۔آپ ذرائع آمدورفت کے لیے ہمیشہ گھوڑی کی سواری کااستعمال کرتے تھے۔استعفیٰ دینے

کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب سکول سے چھٹی کے بعد حضرت مولویؒ صاحب واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے ہی تھے کہ سکول انسپکٹر جو انگریز تھا وہ سکول پہنچ گیا تو اس نے حضرت مولویؒ صاحب کے بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ حضرت مولویؒ صاحب سکول چھٹی کے بعد ابھی گھر کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو سکول انسپکٹر نے ایک استاد کو حضرت مولویؒ صاحب کے پیچھے روانہ کیا کہ ان کو بلا کر لاؤ۔ وہ استاد تیزی سے حضرت مولویؒ صاحب کے پاس پہنچا اور بتایا کہ سکول انسپکٹر بلا رہا ہے تو حضرت مولوی صاحبؒ نے چند اشعار میں اپنا استعفیٰ اس استاد کے ہاتھ لکھ بھیجا اور واپس سکول نہیں گئے۔

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے اپنے گھر سے قریب ہی اپنی گرہ سے ایک مسجد بنوائی تھی جہاں وہ امامت اور دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے تھے جبکہ وہ مسجد آپ کا مکتب بھی تھا جہاں فارسی، اردو اور طب کی تعلیم مفت دیتے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے بانی اور پہلے پرنسپل G.W.Leitner اپنی کتاب History of Indigineous Education in the Punjab کی دوسری جلد کے صفحہ 49 پر لکھتے ہیں:

"At Alampur under the direction of the Excellent Maulvi Ghulam Rasool is a large Maktab with 40 pupils where Persian and Urdu are very well taught by him gratuilously."

مسجد کی امامت آپ کی کمائی کا ذریعہ ہرگز نہیں تھی۔ آپ کا جدی پیشہ زمینداری تھا جبکہ آپ حکمت بھی کرتے تھے اور یہ عطائے ربی تھی۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ ظاہری طور پر کہیں بیعت نہیں تھے اس لیے ظاہری سلاسل میں کسی سلسلے سے منسلک بھی نہیں تھے۔ اسی طرح آپ کے والد محترم کا پیشہ بھی زمینداری تھا اور وہ بھی کسی مسجد کے امام نہیں تھے۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا ایک نوکر بھی تھا۔ جس کا نام علی بخش تھا۔ ایک بار علی بخش مویشیوں کا چارہ لے کر دیر سے گھر لوٹا تو حضرت مولوی صاحبؒ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ

سارا دن اُڈیکیا گیا کویلا ہو
ڈھیر کمائی تدھ دی بھریاں پونے دو

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے شاگرد سیّد سردار کے مطابق جو کہ آپ کے کاتب بھی تھے کہ حضرت مولویؒ صاحب نے کبھی کوئی مصرعہ یا شعر آدھا نہیں لکھا اور جو بھی شعر لکھا تو اس کی اصلاح کی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ وہ ہوتا ہی صحیح تھا۔ حالانکہ بڑے بڑے شعراء اور مصنّفین بھی

جب لکھتے ہیں تو انہیں اپنے لکھے ہی کی کئی کئی بار اصلاح کرنی پڑتی ہے۔

خُلق اور عادات وخصائل:

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری کی عادات بہت پیاری تھیں۔ وہ طبیعت کے بہت اچھے اور ملنسار تھے۔ ساری عمر میں کسی کے ساتھ غصے میں نہیں بولے۔ راہ چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھتے اور بڑے باوقار انداز سے چلتے تھے۔ ذرائع آمدورفت کے لیے ہمیشہ گھوڑی کی سواری کا استعمال کرتے تھے۔ خوش لباس اور خوش گفتار بھی تھے جبکہ طبیعت میں ہلکا سا مزاح بھی تھا۔ آپ سفید کرتا اور سفید دھوتی جبکہ سفید پگڑی پہنتے تھے لیکن کبھی کبھار ملتانی لُنگی اور مسدّی پگڑی بھی پہن لیتے تھے۔ آپ باقاعدگی سے مسواک کرتے تھے جبکہ آپ کے بات کرنے میں بڑی تاثیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت و بلاغت عطا فرمائی تھی۔ لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ قوتِ ایمانی کا یہ حال تھا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

حلیہ مبارک:

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحب کا قد مبارک تقریباً 5 فٹ 9 انچ تھا۔ آپ کے چہرے کے نقوش بہت ہی خوبصورت تھے۔ جسم مبارک متناسب اور پتلا تھا لیکن کمزور نہیں تھا۔ بلکہ صحت مند اور توانا تھے۔ آپ کی داڑھی مبارک چھوٹی تھی، دانت سفید، ہموار اور خوبصورت تھے۔ رنگ گورا اور سُرخی مائل تھا۔ آنکھیں درمیانی تھیں۔ نہ زیادہ موٹی اور نہ چھوٹی تھیں بلکہ سرخی مائل تھیں۔ جبکہ آپ کے ہاتھ کی ہتھیلی بھی بھرپور اور سرخی مائل تھی۔ سر کے بال بھرپور تھے لیکن زیادہ لمبے نہیں تھے۔ آپ کی پیشانی تنگ نہ تھی بلکہ کھلی اور بہت مناسب تھی جبکہ آپ کی پیشانی پر قدرتی طور پر ایک چمک تھی جسے ہر آدمی نے بیان کیا اور محسوس کیا۔ آپ کی گردن مبارک نہ پتلی تھی اور نہ ہی موٹی بلکہ بہت موزوں تھی۔

نکاح واولاد:

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی تین شادیاں ہوئیں پہلی شادی موضع دُھوتاں تحصیل بھُونگہ ریاست کپورتھلہ میں ہوئی اس بیوی میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ بیوی وفات پا گئیں پھر آپ کی دوسری شادی گاؤں سکرالا ضلع ہوشیار پور میں ہوئی اس بیوی میں سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جن کا

نام ''عائشہ بی بی'' تھا لیکن بیٹی کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد دوسری بیوی کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی بیٹی کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے دو نوکرانیاں رکھیں جن کے نام جینبی اور تاباں تھے۔ تیسری اور آخری شادی گاؤں کھنیاں ودھایا کے رہائشی گلاب گجر کی بیٹی محترمہ زینب بی بی سے ہوئی ان میں سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جن کا نام خدیجہ بی بی تھا۔ خدیجہ بی بی کی پیدائش حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحبؒ کی وفات سے تقریباً دو ماہ بعد ہوئی لیکن بوقت وفات حضرت مولویؒ صاحب نے اپنی بیوی زینب بی بی سے فرمایا کہ تمہارے ہاں بیٹا نہیں بیٹی پیدا ہو گی اور اس کا نام خدیجہ بی بی رکھنا لہٰذا ایسا ہی ہوا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی عمر تقریباً 5 سال تھی کہ والدہ صاحبہ محترمہ زینب بی بی کا بھی انتقال ہو گیا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی شادی چوہدری عبدالعزیز کے ساتھ ہوئی جو عالمپور کے ہی رہنے والے تھے اور ان کا تعلق اہم زمیندار گھرانے سے تھا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی اولاد دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں بڑا بیٹا عبداللطیف تقریباً 18 سال کی عمر میں پاکستان بننے سے قبل خدیجہ بی بی کی زندگی میں ہی وفات پا گیا اور انہیں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحب کی دونوں بیٹیوں عائشہ بی بی اور خدیجہ بی بی کی وفات وہیں انڈیا ہی میں ہوئی۔ خدیجہ بی بی کو بھی حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جبکہ عائشہ بی بی کی وفات خدیجہ بی بی سے پہلے ہوئی تھی۔ خدیجہ بی بی کی اولاد میں عبداللطیف، ان سے چھوٹے سعیدہ بیگم، مسعودہ بیگم، عبدالرشید اور رضیہ بیگم ہیں۔ رضیہ بیگم نے عالمپور کے پرائمری سکول سے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ 1947ء کے بعد محترمہ رضیہ بیگم کا خاندان پاکستان آ کر ضلع لائلپور کی تحصیل سمندری کے گاؤں چک نمبر 142 گ ب میں آباد ہوا اور یہیں رضیہ بیگم کی شادی چوہدری غلام قادر پھامبڑا سے ہوئی۔ چوہدری غلام قادر پھامبڑا موضع پھامبڑا تحصیل بھونگہ ریاست کپورتھلہ انڈیا کے رہنے والے تھے اور انہوں نے وہیں بھونگہ کے ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ چوہدری غلام قادر پھامبڑا کا خاندان تقریباً 1950 ایکڑ زرعی اراضی کا مالک تھا اور پھامبڑا گاؤں انہی کی گوت پر آباد ہے۔ پورے پھامبڑا گاؤں کا مالک یہی خاندان تھا۔ جبکہ ان کا خاندان بھی وہاں سے ہجرت کر کے پاکستان کے ضلع لائلپور کی تحصیل سمندری کے گاؤں چک نمبر 142 گ ب میں آباد ہوا۔ بعد ازاں 1975ء میں اس خاندان نے گاؤں سے ترک سکونت کر کے لائل پور میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ راقم بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری محترمہ رضیہ بیگم کا بیٹا ہے جبکہ محترمہ خدیجہ بی بی کا نواسا اور حضرت

مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کا پڑنواسا ہے۔ راقم صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری کے دو بیٹے علی انوار قادر اور محمد حماد مسعود ہیں جبکہ ایک بیٹی سدرہ مسعود ہے۔ واضح رہے کہ دوسرے بیٹے کا نام میری پہلی کتاب ''ڈونگھے راز'' میں حسنین مسعود لکھا ہوا ہے لیکن بعدازاں اس کا نام تبدیل کر کے محمد حماد مسعود رکھ دیا گیا۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ قارئین حضرات کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔

تصانیف

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا کلام میٹرک سے ایم اے تک پاکستانی نصاب میں شامل ہے۔ آپ کی شخصیت اور کلام پر پاکستان میں ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ نے پی ایچ ڈی کی ہے۔ جبکہ انڈیا میں ڈاکٹر اُتم سنگھ بھاٹیا نے بھی آپ کی شخصیت اور کلام پر پی ایچ ڈی کی ہے۔ آپ کا زیادہ تر کلام پنجابی میں ہے لیکن آپ نے بڑی اہم کتب اُردو، فارسی اور عربی میں بھی تحریر کی ہیں۔

آپؒ کی اب تک منظر عام پر آنیوالی دستیاب کتب کا تذکرہ کیئے دیتا ہوں۔ دستیاب کتب کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا ہے کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی اور کتب کا سراغ بھی ملتا ہے۔ ''قصہ دوپن''، ''گجرنامہ'' اور دیگر کتب کے تذکرے ملتے ہیں۔ 1947ء میں دونوں ممالک کی تقسیم کے وقت میرا خاندان لکڑی کا واحد ٹرنک جس میں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے قلمی نسخے موجود تھے وہ لے کر ابھی گاؤں سے نکلے ہی تھے کہ سکھوں کے ایک شدید حملے کی وجہ سے کتابوں کا وہ ٹرنک کہیں کھو گیا۔ جس کی وجہ سے کچھ قیمتی کتب ابھی تک نہیں مل سکیں۔ البتہ داستان امیر حمزہ، احسن القصص اور چٹھیاں آپ نے اپنی زندگی میں ہی شائع کروا دی تھیں اور ان کی مقبولیت برصغیر میں پھیل چکی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ چند کتب کے نسخے ملے ہیں لیکن ابھی کچھ کتب نہیں مل سکیں۔ کوشش جاری ہے۔ راقم بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری کے ہندوستان جانے پر بھی کچھ سکھوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ ٹرنک آپ کے آباؤاجداد کے جانے کے بعد مل گیا تھا لیکن وہ پھر کسی اور شخص کے ہاتھ لگ گیا۔

راقم الحروف نے عظیم کلاسیکی شاعر حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی کتب کے بارے میں ترتیب وار جو تاریخ اور سن دیئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کس تاریخ، سن، کتنی عمر اور کتنے عرصہ میں کتاب مکمل کی ہے۔ یہ تمام معلومات بالکل صحیح ہیں کیونکہ تمام تر معلومات حضرت

مولوی صاحب نے خود اپنی کتب میں فراہم کی ہیں۔حضرت مولوی صاحب کے بے شمار فنی محاسن میں سے اِن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کی تمام کتب کے نام اس طرح سے ہیں کہ کسی کتاب کے نام کے اعداد نکال لیے جائیں تو اس کتاب کا سن تالیف نکل آتا ہے۔ پھر آپ نے ہر کتاب میں اس وقت اپنی عمر، اس کا سنِ تالیف ہجری، عیسوی اور بکرمی میں دے دیا ہے اور ہر کتاب کا سببِ تالیف بھی بیان کر دیا ہے۔اس لیے آپ کی کتب کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا۔

(1) آپؒ نے سب سے پہلے ''داستان امیر حمزہ'' کی پہلی جلد پندرہ سال کی عمر میں تقریباً ایک ماہ میں 1281 ہجری بمطابق 1864ء میں مکمل کی جبکہ دوسری اور تیسری جلد بروز جمعرات 16 محرم 1286ھ بمطابق 29 اپریل 1869ء 8 بیساکھ 1926 بکرمی 20 سال کی عمر میں 2 ماہ میں مکمل کی۔جس کے اشعار کی تعداد تقریباً 20,000 ہزار ہے۔

(2) دوسری کتاب ''روح الترتیل'' 19 سال کی عمر میں 1285ھ بمطابق 1868ء کو مکمل کی جس کے اشعار کی تعداد 256 ہے۔

(3) حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ نے تیسری کتاب ''احسن القصص'' 24 سال کی عمر میں ایک ماہ میں 1290ھ مطابق 1873ء کو مکمل کی۔

(4) چوتھی کتاب ''مسئلہ توحید'' یہ اُردو نثر میں ہے جو آپ نے 29 سال کی عمر میں 17 ذیعقد 1295ھ مطابق 1878ء کو مکمل کی۔

(5) ''سی حرفی حلیہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم'' 27 ربیع الاول 1297ھ مطابق 9 مارچ 1880ء موافق 28 پھاگن 1936 بکرمی بروز منگل بوقت عصر میراں وجانی موچی کی فرمائش پر تحریر کیا۔اس وقت آپ کی عمر 31 سال تھی۔

(6) ''چٹھیاں'' حضرت مولوی صاحبؒ نے اپنے شاگرد سید روشن علی، دوست ہیرے شاہ اور صاحبزادہ غلام یٰسین کو منظوم چٹھیاں لکھیں۔جو چٹھی آپ نے سید روشن علی کو لکھی ہے اس میں حضرت مولوی صاحبؒ خود فرماتے ہیں یہ نامہ بتاریخ 8 محرم 1300 ہجری بمطابق 26 کاتک سن 1939 بکرمی بمطابق 10 نومبر 1882ء بروز دوشنبہ (یعنی بروز سوموار) بوقت نیم روز (یعنی بوقت دوپہر) جانی موچی کی دکان میں بیٹھ کر بحالت درد چشم لکھا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر 33 سال تھی۔

(7) ''سی حرفی سسی پنوں'' یہ سی حرفی آپ کی شاعری کی خوبصورت مثال ہے۔

(8) ''سی حرفی چوپٹ نامہ'' یہ سی حرفی بھی آپ کی شاعری کی خوبصورت مثال ہے۔

(9) ''پندھ نامہ'' یہ منظوم ہے اور یہ ایک عورت کے راستہ دریافت کرنے پر لکھا گیا ہے۔

(10) حضرت مولوی صاحبؒ کی دسویں اور آخری تصنیف جواب تک سامنے آئی ہے وہ ''مآرب الخاشعین'' ہے جو کہ اُردو نثر میں آپ کی دوسری تصنیف ہے۔ مآرب الخاشعین آپ نے 1305ھ بمطابق 1888ء کو 39 سال کی عمر میں لکھی ہے۔

وفات:

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ 7 شعبان 1309 ہجری بمطابق 7 مارچ 1892ء بمطابق 24 پھاگن بروز سوموار بوقت چاشت کو 43 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور آپ کو موضع عالمپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور کے ہی قبرستان میں دفن کیا گیا اور وہیں آپ کا مزار اقدس ہے۔ 1947ء کے بعد راقم 2007ء میں پہلی بار عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے مزار اقدس موضع عالمپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور انڈیا پہنچا تو حضرت مولوی صاحبؒ کی قبرِ انور کے سرہانے پر پتھر کی ایک تختی لگی تھی جس پر تاریخِ پیدائش 29 جنوری 1849ء اور وفات 7 مارچ 1892ء درج تھی۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ 3 دن بیمار رہے۔ آپ کو ذات الجنب (بائیں پسلی کا درد) تھا۔ آپ نے دوست احباب کو بتا دیا تھا کہ ہمارا اس دنیا سے رُخصت کا وقت ہے۔ جس کسی نے ملنا ہے وہ مل لے۔ تین دن بعد بوقت چاشت آپ کا وصال ہو گیا۔ غسل کفن کے وقت حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ تھوڑے سے اشارہ سے پانسا پلٹ جاتے تھے۔ حضرت مولویؒ صاحب کی نمازِ جنازہ ان کی وصیت کے مطابق ان کے دوست مولوی عبداللہؒ صاحب تلونڈی والے نے پڑھائی کیونکہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے وصیت کی تھی کہ پیچھے رہنے والا آگے جانے والے کی نماز جنازہ پڑھائے گا۔ مولوی عبداللہؒ صاحب اس وقت پنڈوری گاؤں میں تھے۔ انہیں بذریعہ کشف حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کی وفات کا علم ہو گیا اور وہ تقریباً 7 میل کا پیدل سفر کر کے وہاں پہنچے جبکہ راستے میں جہاں جہاں سے وہ گزرتے رہے لوگوں کا جمِ غفیر ان کے ساتھ شامل ہوتا رہا۔ جب مولوی عبداللہؒ صاحب عالمپور کے قریب پہنچے تو اس وقت یہاں نماز جنازہ کی تیاری ہو رہی تھی۔ لوگوں نے دیکھا دور ایک بڑا قافلہ اس جانب آ رہا ہے لہٰذا لوگوں نے فیصلہ کیا کہ کچھ دیر رُک جائیں۔ جب قافلہ قریب پہنچا تو لوگوں نے قافلہ سالار مولوی عبداللہؒ صاحب کو پہچان لیا۔ ادھر

عالمپور کی ایک مسجد کا جو روایتی امام تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔ مولوی عبداللہؒ صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہ نماز جنازہ میں پڑھاؤں گا۔ کیونکہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے وصیت کر رکھی ہے۔ تو روایتی امام کا جواب تھا کہ اگر آپ نہ بھی کہتے تو آپ کے ہوتے ہوئے میں امامت کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا مولوی عبداللہؒ صاحب تلونڈی والے نے عوام سے کہا کہ یہ کوئی عام جنازہ نہیں ہے، واپس گھروں کو جائیں صاف ستھرے ہو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر آئیں لہٰذا کچھ لوگ گھروں کو لوٹے اور صاف لباس زیب تن کر کے واپس آ گئے۔ تب مولوی عبداللہؒ صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جب لحد میں اتارنے لگے تو مولوی عبداللہ صاحب نے لوگوں سے کہا کہ 10 قدم پیچھے ہو جائیں اور پھر مولوی عبداللہ صاحب سرہانے کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے انتظار بھی نہ کیا۔ تب حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کی آنکھوں سے دو موٹے آنسو بہہ نکلے۔ جو مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے رومال سے پونچھ کر اپنے چہرے پر مَل لیے اور لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب میرے دوست تھے اور میں جانتا تھا کہ وہ ولیٔ کامل ہیں لیکن اس بات کا انکشاف آج ہوا کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب ولایت کے بہت اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے۔

تحریر و تحقیق

صاحبزادہ **مسعود احمد عالمپوری**

شجرۂ نسب

راقم الحروف بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری نے جنوبی ایشیاء کے عظیم کلاسیکی شاعر سرتاجِ اولیاء سُلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا شجرہ نسب مرتب کردیا ہے تاکہ تحقیق دانوں اور علم وادب کے شائقین کے لئے آسانی رہے۔شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

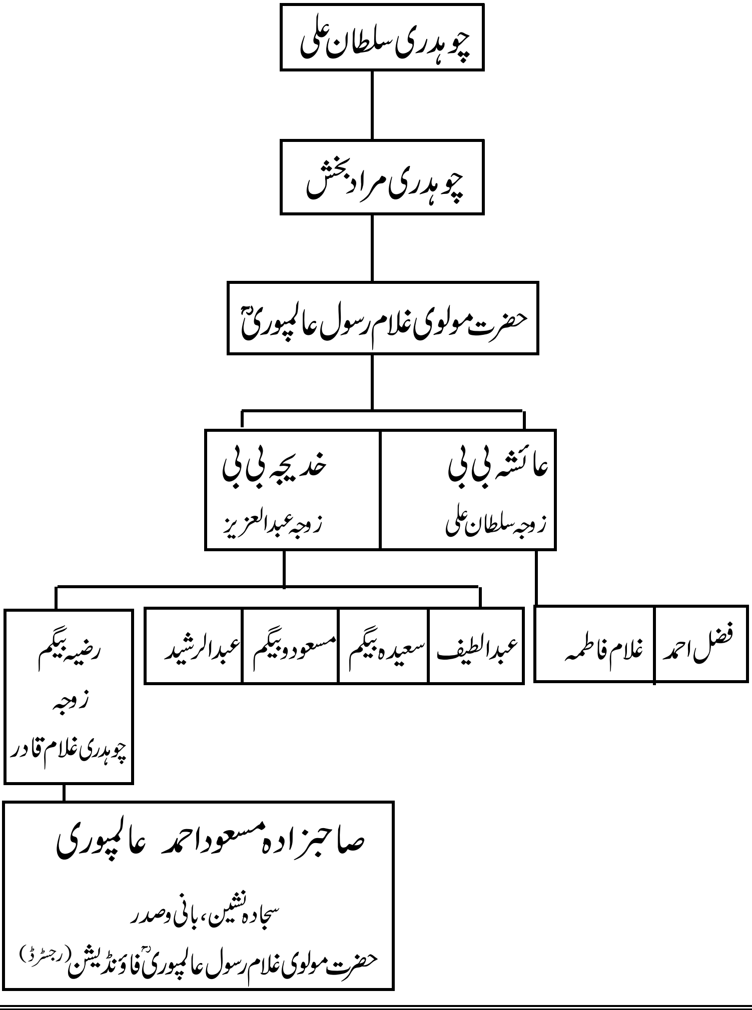

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا اُردو نثر پارہ

خوش قسمتی سے ’’چٹھیوں کا ایک ایسا ایڈیشن مل گیا ہے جس کا دیباچہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ نے خود اُردو میں لکھا ہے۔اس میں آپؒ ’’چٹھیوں‘‘ کے لکھنے کا سبب، روشن علی کے ساتھ اپنا تعلق اور ’’چٹھیوں‘‘ کا زمانہ تحریر کرتے ہیں۔دیباچے کا یہ حصہ حضرت مولوی صاحبؒ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

’’واضح رہے کہ بندہ غلام رسول عالمپوریؒ کے پاس مدتوں سید روشن علی صاحب بتقریبِ تعلیم مقیم رہا۔ چونکہ وہ از روئے حسب ونسب شریف آدمی تھا اس سے بے تکلفانہ دل کا لگاؤ تھا اور وہ بھی چونکہ راقم کی محبت میں شیفتہ تھا۔ پھر اتفاقاتِ روزگار سے اس کو ریاست نابھہ میں القطعہ مالوہ رہنا پڑا۔ مگر دیرینہ محبت کے سبب عالمپور میں کچھ مدت رہ کر مل جایا کرتا تھا۔ چونکہ مجرد تھا اور ذی لیاقت وصاحب ثروت تھا اسلئے راقم نے اپنی معرفت اچھے شریف خاندان میں اس کا بیاہ کردیا تو یہ اپنی اہلیہ کو لیکر اقامت گاہ مالوہ رہنے لگا اور بیوی سے ایسا لگاؤ ہو گیا کہ اس کی محبت کی پابندی میں عالمپور آنے سے بھی رہ گیا۔ اس کی گھر میں الفت ہو جانے سے راقم خوش تو ہوا مگر اس کے ملنے کو بھی چاہا کرتا تھا اور بعد مسافت کے سبب خود جانا تو مشکل تھا۔ دل کو خواہش تھی کہ حسبِ دستور سابق روشن علی یہاں آکر رہا کرے۔ اس نے از روئے ظاہر داری یہ معاملہ رکھا کہ بنام کاتب الحروف تھوڑے دنوں کا فاصلہ دے کر یہ خط لکھ بھیجا کرتا کہ میں دردِ ہمدمی میں روتا ہوں ملاقات کو بہت جی چاہتا ہے آج کل تک آنے کو تیار ہوں۔ اس لکھنے پر اعتبار کر کے اس کے انتظار میں ایک عرصہ گزرا۔ شاید کسی دن گھر میں کسی ان بن سے کھٹ پٹی ہوئی ہوگی۔ ادھر کو بحالتِ رنجیدگی خط روانہ کیا جس میں ایک یہ بھی فقرہ لکھا تھا کہ میں اس بیوی سے گھبرایا ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ چاؤ چماروں کے ماتھے ماروں یعنی اس کو والدین کے ہاں پہنچا دوں۔ سو اس فقرے کو دیکھ کر کاتب الحروف کا بھی دل گھبرا گیا۔ یقیناً جانا کہ گھر میں اس کا سلوک بھی بدرجہ کمال ہے لیکن بہ مقتضائے سادہ طبعی گھڑی بھر

کی کج ادائی برداشت نہ کر سکا۔ میرے سامنے بھی اظہار بھیجا۔ شاید کہ اس وقت صلح ہوگئی۔ مجھ کو جلایا گیا کہ گویا علیٰ لہٗ دام ایک دوسرے سے ملاقات رہے۔ اسلئے اس نامہ کے جواب میں یہ پنجابی بولی گئی۔ چٹھی سید صاحب ممدوح کو مرقوم ہوئی۔ باشارہ ایں کہ میرے پاس آوے تو علاوہ ملاقات اس کو فہمائش کی جاوے کہ اس قسم کے لکھنے سے احتراز کیا جاوے۔ اصل چٹھی تو اس کو بہ سبیلِ ڈاک موصول ہوئی اور پھر بعض شائقین نے اس کو نقل کیا۔ پھر نقل در نقل ہوتے آج تک بہت گھٹ گئی۔ جیسا لکھا تھا اب ویسا ہی بعض دوستوں کی تفریح کے واسطے اتارا جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ یہ نامہ بتاریخ ۸ محرم ۱۳۰۰ھ مطابق کاتک ۱۹۳۹ بکرمی بروز دوشنبہ بوقتِ نیم روز جانی موچی کی دکان میں بیٹھ کر بحالتِ دردِ چشم لکھا گیا۔

یوم تحریر نامہ ہذا تک موسم سرما آ گیا تھا چنانچہ اسی دن کاتب نامہ نے بھی جاڑے کے موسم کی پوشاک بدلی تھی اور اِس دن بعض سواران فوج انگریزی حد واپسی فتح مصر خطوط موصول ہوئے تھے اور اس وقت سے پہلے بعد پکڑ لانے محمد یعقوب خاں صاحب امیر کابل جیوش انگریزی یورش کابل وقندھار وغیرہ پر ہو چکا تھا اور انہیں دنوں جانب مشرق سے ابتدائے شب میں ایک دُم دار ستارا نمایاں ہوا کرتا تھا اور راہب حبوب میں کہ عین مالوہ کے سر پر ہے یہ سبب امساک باراں اکثر گرد وغبار اور بادل سا چھایا رہا کرتا تھا چنانچہ یہ سب اشارات ضمن تار میں مضمون آٹھویں اور نانویں قاقب بند میں موجود ہیں۔ گیارہویں ردیف وار میں جب یہ مصرعہ لکھا تو جھنڈو نام گوجر ساکن بسوال نے قارورہ سامنے لا رکھا تو ساتھ ہی یہ مصرعہ لکھا گیا

نج طب دا علم میں یاد کیتا رنگ دیکھنے پئے قارورياندے

اب اس چٹھی کی نقل کرتا ہوں۔

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چٹھی بنام سید روشن علی صاحب

چند ابیات درد آمیز در فراق دوست

........(۱)........

ندیوں پار وگ چھٹے لئیں خبراں کہے پئے معاملے درد والے
ساڈے نین وچھنڑے رَت بھنے لہراں مار وگاوندے ندی نالے
ندیوں پار وسیندیا بیلیا او تیریاں اُلفتاں دے ڈِٹھے عجب چالے
تیرے درد فراق دیاں شورشاں[۱] نے ترسینڈڑے نین وچہ نیر گالے
اکھیں تکدیاں تکدیاں پک رہیاں وگدی پوٹلی داروں رنگ ڈھالے
نیناں میریاں وعدے پریت والے چنگیاں گوہڑیاں لالیاں نال پالے
بھانویں پُچھ لے آن تعلقے[۲] تھیں نیناں میریاں تے گذرے کیڈ حالے
منتظراں دیاں دھیریاں دھاریاں نے رِسدے زخم فراق بے اِندمالے[۳]
تیرا خط آیا لاٹاں ماردا او ساڈے جِگر اندر پاندا گیا چھالے
واہ واہ جھوٹھیاں وعدیاں تیریاں نے لانبو وچہ کلیجڑے خوب بالے
لکھے قول قرار توں آونے دے سو اوگئے گذرے ڈِٹھے باجھ فالے
سانوں رہی اُڈیک نت آونے دی انت آس ٹُٹی گیا چاء نالے
رتاں بدلیاں تے موسم ہور آئے دُھپاں گذُریاں تے لگے پون پالے
اسیں سردیاں گرمیاں چکھ گذرے دُکھ سُکھ والے رو رو وقت جالے

۱۔سرکشی کرنا۔بلوہ۔پریشانی ۲۔علاقہ،ضلع،جاگیر ۳۔زخم بھرنا

کندن[۱] پئے پرکھنے حال نردھن[۲] اسیں کئی کٹھالیاں[۳] وچہ گالے
اساں کھول سہاگ دیاں پٹیاں نوں جٹاں دھاریاں[۴] وانگ گل وال ڈالے
واہ واہ رنگ سہاگ پریت دے دا کجھ پیر نیلے کجھ ہتھ کالے
سوہن یاریاں نال خواریاں دے وگیا تیر تقدیر دا کون ٹالے

........(۲)........

رو رو لکھئے چٹھئے درد بھریئے پتہ لئیں پردیس دے واسیاں دا
پھیرا گھت پرُانیاں سجناں تے چل پُچھ لے حال اُداسیاں دا
اک حال پئے سڑدے کالجے نے سڑناں روٹیاں جویں اِکواسیاں دا
لے جا سُکھ سنیہوڑا دکھ والا اَکھیں روندیاں دید پیاسیاں دا
جھوٹے عہد پیمان لکھیندیاں نوں کہیں سامنے حال نراسیاں دا
پینڈے مُک دے نہیں فراق والے دل ہوگیا بیل خراسیاں دا
عینوں غین مجحوب[۵] برات پائی دکھ دیکھ وچھوڑے دے پھاسیاں دا
نفس الامر[۶] معاملہ جان بیٹھا چکناچُور خیال وَسواسیاں دا
وے میں واریاں سوہنیاں کہاں کِس نوُں جاپے راز توں راز اگاسیاں دا
آزاد ہو صاف سناونے ہاں حَالا دیکھ کے بے ہراسیاں دا
چھُٹا بیٹ تیں تھیں دھریا پیٹ اَگے لبھا مالوہ بل سنیاسیاں دا
تیں تھیں وچھڑے اسیں توں گیا ساتھوں گھاٹا دوہاں نوں پیا چھپاسیاں دا
بیٹھوں توڑ پریت دیاں رشتیاں نوں گیا اثر پرانیاں گھاسیاں دا

۱ خالص سونا ۲ مفلس، نادار ۳ سونا یا چاندی گلانے کی پیالی ۴ لٹوں والے جوگی، لمبے لمبے بالوں والا فقیر ۵ حجاب کیا گیا، پوشیدہ، غالباً مولوی صاحب کی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو وصل وفراق کے جھگڑوں سے پاک ہے اس لئے دکھ تو ان کا دیکھنے کے قابل ہے جو فراق میں گرفتار ہیں، یعنی انسان ۶ واقعی بات، حقیقت، اصل مدعا

اہل درد نے پیرہن چاک جاتا خلعت فخر خلفائے عباسیاں دا
ساڈی زلزلہ ناک فریاد دل دی جاتا تُساں کلیان مراسیاں دا
بے درد کیہہ درد دی سار جانن ماواں ماریاں خوف کیہہ ماسیاں دا
جِنہاں درد دیاں لذتاں چکھیاں نے نہیں اِنہاں نُوں چاؤ خلاصیاں دا
نہیں جنہاں نُوں چاؤ خلاصیاں دا فکر تنہاں نُوں بے اخلاصیاں دا
فکر جنہاں نُوں بے اخلاصیاں دا تِنہاں حوصلہ کُمکاں[1] خاصیاں دا
سادات کرام دی جَد امجد شافع وچ کونین ہے عاصیاں دا

........(۳)........

سانوں رہی اُڈیک توں نہ آیا اَساں بہت مصیبتاں جھلیاں او
آہیں درد بھریاں ساڈے کالجے تھیں تیرے مالوے تے چڑھ چلیاں او
بے وس دِل درد لُٹاریاں[2] دا آہیں جاندیاں نہیں ہن ٹھَلیاں او
انتظار دے درد دیاں تیز نوکاں ساڈے نیناں دیاں دھیریاں سِلیاں او
اسیں وانگ پردیسیاں دیس اندر کیہڑے دیس تُساں کوٹاں مَلیاں او
مُڑ بوہڑ پردیسیا میریا او تیرے باجھ نہ اساں تَسلیاں او
سُکے خطاں دیاں چقمقاں[3] جھاڑدا ایں ایہ چنگیاں نہیں آولیاں او
تیرے خطاں نے خاط وچ جگر پائے اکھیں تپدیاں درد تھر تھلیاں او
چاہاں میل مِل جا دُکھ جانہہ میرے اجے زخم دیاں شورشاں اَلّیاں او
ایہہ اَکھیاں روندیاں دیدناں نوں ندیوں لہر دے خون اُچھلّیاں او

---

[1] حمایت، مدد، وہ فوج جو لڑائی میں مدد کیلئے بھیجی جائے۔ [2] مجروح دل، جو عشق میں گرفتار ہوئے۔ [3] چقماق وہ پتھر جس سے آگ نکلتی ہے، چقماق سے آگ لگانا۔

جے تُوں آوناں نہیں سی دغے بازا کاہنوں جھوٹیاں چٹھیاں گھلّیاں او
ساڈے دل دیاں زاریاں مات پیاں چھیڑ چھاڑ تھیں پھیر اُچھلّیاں او
اَکھیں دید وچھنیاں جُگ ویتے رہ سکدیاں نہیں اَکلّیاں او
بھانویں کیتیاں تُساں کولیاّں او اَساں جاتیاں سب سولیاں او

........(۴)........

وے تُوں نج ویاہیا جاوندوں وے لیندوں نج مہورتاں[۱] نال پھیرے[۲]
ملیا نویں سہاگ دا دھرم دھکا ندیوں پار ہوگئے محبوب میرے
چڑھی جنج فراق دے جانجیاں دِی چھٹا دیس پردیس وچ پئے ڈیرے
ملیا شگن جاں دیس نکالڑے دا ہویا لاٹ فراق وچہ جگر بیرے
میرے یار رنگ رتڑے لاڈلے نُوں پئے پریم سہاگ دے کہے گھیرے
زنجیر تقدیر دے پئے بھارے نہ کجھ وس میرے نہ کجھ وس تیرے
تیری مرے جوڑی[۳] وے توں رہیں رنڈا کدی پھیر آویں مڑ پاس میرے
مینوں چاہ دیدار دی اک واری میں ول موڑ واگاں ذرا ڈُھک نیڑے
سانوں ہجر معاملے پئے جہڑے ساڈے کرم کولڑے آپ بھیڑے
تیریاں شوق محبتاں لگیاں نے سانوں چاہڑیا چاء فراق بیڑے
سانوں پار ارار اکسار بنیاں وے میں کاسنوں پریت دے پیچ چھیڑے
جاں ایہہ پیچ چھیڑے ڈِٹھا ڈُھک نیڑے درد دکھ دے لمبڑے پئے جھیڑے
جنہاں دید پریت دے کھیت بیجے انت تنہاں دو نین دے ہلٹ گیڑے
جنہاں عشق دیاں ٹھوکراں وجیاں نے تھاؤں اکھڑے پھیر نہ وسے کھیڑے

[۱] مبارک وقت، سکھ گھڑی۔ [۲] ہندوؤں میں وہ سات چکر جو دولہا دلہن بیاہ کے وقت آگ کے گرد لگاتے ہیں۔ اس سے عقد بندھنا مراد ہوتی ہے۔ [۳] جوڑی سے مراد بیوی ہوتی ہے اس مصرعے کی وجہ سے بعض لوگوں نے غلط فہمی میں سمجھا کہ شاید روشن علی کی دو بیویاں تھیں جبکہ روشن علی کی ایک ہی شادی ہوئی تھی جو مولوی صاحبؒ نے اپنی معرفت ایک پٹھان خاندان میں کی تھی۔

............(۵)............

روادار ہیں جے لائیاں یاریاں دا مُڑ قصد کر مکھ دکھاونے نُوں
آپے جوڑ دا ہیں جوڑ توڑ دا ہیں اوئے روندیا یاریاں لاونے نُوں
جے تے پٹنے سرے تے سُجھدے سی کاہنوں پیا سی ویاہ کراونے نُوں
گھر دے پئے دھندے تینوں کہے مندے دلوں یاریاں بھُل بھُلاونے نُوں
ساتھوں اوہ چنگی جہدے نال رُجھوں سانُوں خط لکھیں پتیاونے نُوں
سانُوں ڈھور جاتا آپ چتر بنیاں گلاں لکھیاں بال پرچاوُنے نُوں
تیری چاہ او سیّدا موڑ واگاں دلوں جھُل دُوابے ول آونے نُوں
سچا پیر ہیں تے جلد باہوڑیں او درد منداں دے درد ہٹاونے نُوں
پیرا سچدیا او لاجاں رکھدیا وے پردے کجدیا عیب چھُپاونے نُوں
تیرے وَل دھیان تُوں بوہڑ جھبدے ساڈی دکھ تھیں جان چھُڑاونے نُوں
میں ول آ میں واریاں رج دیکھاں چھڈ عُذر داری لکھ چا آونے نُوں
جے تُوں آوناں نہیں تے لکھ سانوں اسیں آپ آیئے درشن پاونے نُوں
ایہہ بھی نہیں منظور تے نشر ہو کے اسیں پھراں گے حال دکھاونے نُوں
سوز ناک دل دی ہووے آہ دُھواں زلف یار دی تھیں ول کھاونے نُوں
ہوواں خُون بہہ نین تھیں وگاں سارا رُکھ مہندی دے جڑیں سماونے نُوں
رچے رَنگ ہو برگ تے یار شائد منظور کرے پیریں لاونے نُوں
پیریں لگیاں دی اَنت لاج پالے کرے محو وچہ وصل نہلاونے نُوں
ایہہ کجھ دور نہیں رحم یار دے تھیں اوگنہار تے کرم کماونے نُوں

اَسیں عشق زنجیریاں گھت پیریں لِکھیاں چٹھیاں درد سناونے نُوں
تھیاء تھئی نچایا اے سوز تیرے دَھمک پئی جنون بلاونے نُوں
ایدھر چڑھی بہار جنونیاں تے بیٹھا یار خود طِبل وجاونے نُوں
واجا وجیا تے تاراں ہلیاں نیں عِشق گجیا رمز سمجھاونے نُوں
رمزاں لائیاں نال چواتیاں[1] دے مڑ ستیاں کلاں جگاونے نُوں
تار تار سرشار[2] مئے ناب[3] اندر ندیاں نشے دیاں چاہڑ جھلاونے نُوں
بھریا دور شراب دا کُل عالم ساقی اٹھیا جام پلاونے نُوں
رخ ساقی دے جھلک وچہ جام دِتا پیونہار دے روہڑ وگاونے نُوں
عشق روہڑدا تے روہڑ ساڑ دا اے ندیاں وہندیاں تھیں لاٹاں چاونے نُوں
اسیں بھیت کہئے وچہ کھیت رہئے لگوں کاسنوں اَگ سُلگاونے نُوں
ایہہ عشق ہے بحر عمیق[4] بھارا کاہنوں پیا ہیں بھیت پھلاونے نُوں
میاں سیّدا آمل ملن تیرا دیندا لذتاں پیونے کھاونے نُوں
ساڈا پیونا کھاونا زہر بنیاں دَم دَم کھڑے ہاں دُکھ اٹھاونے نُوں
پیونہار گیا مئے گئی نظروں عکس رہیا اے غیر جلاونے نُوں
تیرا آونا ہووے جے بہت مشکل میں ول گھل دے خط بُلاونے نُوں
پہنچے اَساں ول خط بلاونے نُوں تاں تیار ہو بہاں گے آونے نُوں
لکھیں سچ کجھ کریں نہ کچ میاں لکھیں خط ناہیں آزماونے نُوں
انکار جے کریں توں آونے تھیں اسیں آوناں تیرے لیاونے نُوں

۱ شرارہ، چنگاری، آگ، انگارہ، اشتعال۔ ۲ نشہ میں چور، لبریز۔ ۳ خالص شراب۔ ۴ گہرا سمندر۔

............(٦)............

دھو بیٹھا ایں پریت دیاں رنگتاں نُوں نویاں لگیاں اج وچہ زور ہویاں

گیاں بطخاں بیٹ دیاں چھپڑاں تھیں وڑیاں مالوے وڑدیاں مور ہویاں

ایتھے اسیں آہے اوتھے بنے آپاں جدوں بولیاں ہور دیاں ہور ہویاں

جھڑیاں جا رلّیاں گلّے لا لیاّں پچھڑ[1] چھٹڑاں[2] اج ہن چور ہویاں

جنہاں وچھڑے یار نہ ملے مڑ کے اوہ لیکھ نُوں روندیاں ٹھور ہویاں

اوہ زندگی تے زار و زار رویاں تے اوہ باجھ مویاں وچہ گور ہویاں

زمیاں جیہڑیاں دے سائیں چھوڑ بیٹھے بناں سانبھ کلّر بنجر شور ہویاں

اوہ دار بقا وچہ رہن ایویں جھڑیاں دار فناہ وچہ گور ہویاں

دُکھ چُپ چپاتیاں جرن کیونکر جیہڑیاں اندروں سخت پُر شور ہویاں

جنہاں بُلبلاں گُلاں دی ملی نکہت[3] ٹٹے پنجرے تے کھُلی ڈور ہویاں

پائی شمع دی چمک پروانیاں نے اَکھیں نیر بھریاں آتش خور[4] ہویاں

جنہاں تانگھ محبوب دی جالیا اے نال اپنے چند چکور ہویاں

............(٧)............

وائیں ٹھنڈیاں جُھلیاں رُت بدلی لیاں بدل سُکھ جیوڑیاں[5] وردیاں او

واؤ سمے دی وگی مزاج بدلی پیاں وچہ طبعیتاں سردیاں او

احول چیشم[6] نُوں اک تھیں دو دسن تے نصیحتاں اثر نہ کردیاں او

وے میں ہور ناہیں تے تُوں ہور ناہیں میں تُوں مُورتاں اصل صور دِیاں او

---

[1] پیچھے رہ جانا۔ [2] آوارہ۔ [3] خوشبو۔ مہک۔ [4] آگ کھانے والی، مراد سرخ لال فراق کی وجہ سے۔ [5] جیوڑا جی کی تصغیر۔ جی، دل۔
[6] بھینگا پن۔

معنے[1] اک وچہ صورتاں فرق بھاویں اِکو اِک ایہ بھی دم بھر دیاں او
جنہاں فرق جاتا سو اوہ غرق ہوئے بھا تنہاندے دُھروں نامردیاں او
گُلزار بہار سنسار[2] دی تے اکھیں کھُلیاں نشے وچہ تردیاں او
تُوں بھی کھول اکھیں نیناں والیا او عرضاں کردیاں گھر دیاں بردیاں او
کِس تھیں دُور نسیں کِس دے نال وسیں کہیاں سجناں ایہ بے درددیاں او
مغرور ہویوں ساتھوں دُور ہویوں شائد دِلے وچہ شوخیاں زردِیاں او
دیہن لذّتاں شوق محبّتاں او ہور بازیاں جِت جِت ہردیاں او
لُون تیل مرچاں ہلدی دال آٹا وچہ انہاندے شوخیاں گھردیاں او
گھِرگیوں وچے جے کُجھ رہیوں باقی گل آن لگ بُکلاں ٹھَردِیاں او
وَگنوں اکھیاں بس نہ کردیاں او نہ ایہہ مچھیاں صبر دے سَر[3] دیاں او
جھَبدے پہنچ بیلی ہُن ویلڑا ای ایدوں پرے تکلیف نہ جَردیاں او
کہے جال جنجال دے پئے تینوں جان جال کائی ایدھر مردیاں او
وچ سفنیاندے چمکاں دیونائیں سُکھ سون تھیں اکھیاں ڈردیاں او
نینداں سجناں ساڈیاں دھیریاں تے دھاری تیز تلوار دی دَھر دیاں او
چھڈ چار دن گھر دیاں دھندیاں نُوں کہیاں دُکھ مُصیبتاں گھر دیاں او
مِل جا سانوں وے تُوں جُگ جیویں گلیاں سنجیاں شوق نگر دِیاں او
گھر دا فِکر دِن چار بھلا دِل تھیں مہربانیاں رَب کاریگر دِیاں او
ذمہ دار جہاں دے رزق دا ہے اوہدیاں ہرنیاں جنگلیں چر دیاں او
دُکھ جھلنے نُوں انسان بنیا نفس پروری خصلتاں خر[4] دیاں او

---

[1] صورتیں مختلف ہیں حقیقت تمام انسانوں کی ایک ہے۔ [2] دنیا، عالم، جہاں۔ [3] سرکنڈا، گدھا۔ تالاب

اسیں سچیاں کھول سُناونے ہاں جہیاں اَساں بیدلاں تھیں سردیاں او
پروبال سڑ جان پکھیرواں دے لاٹاں چُھٹیاں اَج جِگر دِیاں او
پرواز ساڈا پُر حوصلے دے جیویں شوخیاں مُرغ بے پر دیاں او
بے پراں دِیاں شوخیاں تڑفناں ای قلماں چلیّاں جیویں قدر دیاں او
وچہ سینیاں بجلیاں ورہدیاں نیں جتھے تابشاں شوق شرر دیاں او
سانُوں فائدہ رنج پریت دے دا سینے سوزشاں تے رُخ زردیاں او
آہاں لمیاں واہاں نکمیاں نے اچوائیاں تے سر دردیاں او
سوہنے یار دے اجے وچ کارخانے نہیں کسے حساب وچ تَر دیاں او
جھل سوہنیا زاریاں کردیاں نُوں ایہ بردیاں فضل دے دَر دیاں او

........(۸)........

جے ہیں یار میرا میں وَل کریں پھیرا ایس جند دا کُجھ اِعتبار ناہیں
خاکی پُتلا گلا دا پنجرہ اے اُڈیا بھور تے پھیر درکار ناہیں
ایہہ گلا دی تار تے وَجدا اے ٹُٹی فیر مُڑ وَجنی تار ناہیں
جدوں پھیر مُڑ وجنی تار ناہیں ویلا ہُنے ہے گھڑی اُدھار ناہیں
اس کھڑک دے ساز دی تند بگڑی مُل پاوندی کِسے بازار ناہیں
مُل جِنہاں دا کِسے بازار ناہیں رَوا تنہاں تے کرن بلکار ناہیں
دُنیا کُوچ مقام ہے راہیاں دا اِیتھے لمبڑے پیر پسار ناہیں
چلا چلی دے ٹل پئے کھڑک دے نیں ایویں کُوڑ دے کوٹ اُسار ناہیں
مَیں تَیں وانگ اُسار دے کئی گُذرے لیا کِسے نے کڈھ بخار ناہیں

پریم[1] نشے دِی جِنہاندے جھوک[2] دِل نُوں ایہ ٹُٹناں جوش خمار ناہیں
جس دا ٹُٹنا جوش خمار ناہیں طلب اُوس دی باجھ دیدار ناہیں
طلب جس نوں باجھ دیدار ناہیں او میں ہاں میرا دلدار ناہیں
دلدار نوں نہیں پرواہ ساڈی ساڈی دید دا اوہ طلب گار ناہیں
اسیں باجھ دیدار بے آب ماہی تپنے تڑفنے باہجہ روزگار ناہیں
سانوں زخم وچھوڑیاں تیریاں دے دیندے گھڑی آرام قرار ناہیں
تیز زخم فراق دے بیلیا اوئے ایسی تیز تلوار دی دھار ناہیں
نہ توں لائیاں لا نہ جاتیاں او سانوں لگیاں تے تینوں سار ناہیں
تیرا سچ دا قول اقرار ناہیں یاری لاونی جان شکار ناہیں
جس نار دا کونت ذمّہ دار ناہیں ایہہ کونت ناہیں تے اوہ نار ناہیں
جھڑا یار دا یار غمخوار ناہیں جگ پُچھ دیکھو ایہہ کوئی یار ناہیں
جے تُوں چار دن مالوہ چھڈ آویں تیری جاونی کُھس پٹوار ناہیں
نوکر دس توں کس سرکار دا ایں پرے سیّدوں ہور سردار ناہیں
سانوں وچہ فراق دے مار ناہیں کیتے قول اِقرار تھیں ہار ناہیں
ساڈے دَرد دی سُنے پُکار ناہیں پرکار[3] ہے اَنت کٹار ناہیں
جے تُوں سچ پچُھیں قلم ہتھ ساڈے قلم جیہی بھی ہور تلوار ناہیں
گھائل کراں گے قلم دیاں نال زخماں خالی جاوندا قلم دا وار ناہیں
وگی قلم دے زخم نہ کدی مٹ دے بڑا قلم تھیں ہور ہتھیار ناہیں
قلم دِلاں نوں قلم کر سٹ دی اے قلم جیڈ کوئی بڑی پیکار[4] ناہیں

[1] عشق، محبت۔ [2] نشے کی غفلت، مستی، پینگ۔ [3] قسم، جنس، طریق، صورت ڈھنگ، مشابہت، اختلاف، خصوصیت، اُجالا، چمک، اظہار، مشہوری۔ [4] جنگ، لڑائی۔

دفتر راز جہاں دے قلم لکھدی کیہڑا شاہ اِسدا خدمت گار ناہیں
وچ مُلک حکومتاں قلم کردی کھاندی وچہ جنگاں دے ہار ناہیں
مشکیں[1] جُعد[2] گُلرنگ[3] دلدوز[4] زیبا[5] قلم جیڈ سرمست نگار ناہیں
خُوشی عیش دا گرم بازار ناہیں جس بَزم وچ قلم سردار ناہیں
پرے قلم تھیں عیش بہار ناہیں جوش قلم جہیا لالہ زار ناہیں
وہندا آب حیات سرقلم دے تھیں جیہیاں وہن ندیاں کوہسار ناہیں
جف القلم[6] دا جدوں تے راز کُھلا قلموں بڑی کو ہور پیکار ناہیں
قلم دُھروں تے نور انوار آہی نور و نور ہے شرح مینار ناہیں
ایتھے شرح مینار تے حصر کہیا کس راز دی قلم پُرکار[7] ناہیں
جوش دلاندے قلم اُگھاڑ دی اے ودھ قلم تھیں ہور سچیار ناہیں
نخرے باز لڈکڑی[8] ناز بھنی قلم جیہی محبوب مٹیار ناہیں
شیریں سخن نبات لب قلم جیہی کوئی لاڈلی شہد رُخسار ناہیں
کوکب ریز[9] مہتاب[10] تے شمس طلعت[11] قلم جیڈ کوئی زرکار[12] ناہیں
کھرا کھوٹ زر قلب[13] دے پرکھنے نوں باجھوں قلم کوئی ہور معیار ناہیں
فیض قلم دے تھیں چار کوٹ اندر بے پرواہ صغار کبار ناہیں
وچ کارخانے دُنیا دین والے باجھوں قلم صاحبِ افتخار ناہیں

---

۱ مُشک کے رنگ کا، سیاہ مُشک کی سی خوشبو کا، خوشبودار۔ ۲ بالوں کی لٹ، چوٹی، جوڑا۔ ۳ سرخ، لال۔ ۴ دل پر اثر کرنیوالا، پسندیدہ، دل میں گھس جانیوالا۔ ۵ خوشنما، خوب صورت۔ ۶ جَفَّ الْقَلَمُ رِبِمَا ھُوَ کَائِنٌ، جو کچھ ہونیوالا ہے اس کے متعلق قلم نے لکھ دیا ہے اور خشک ہو چکا ہے، کنایہ قلم کے سوکھ جانے سے ہے۔ حدیث میں ہے یعنی جو مقدر میں ہے وہ مل چکا۔ ۷ عیار، ہوشیار، دانا۔ ۸ پیاری نازوالی۔ ۹ ستاروں کو بکھیرنے والا۔ ۱۰ چاند، بمعنی چاندنی۔ ۱۱ چہرہ رخ، دیدار۔ ۱۲ جس پر ملمع یا سنہری کام ہوا ہو۔ ۱۳ کھوٹا سکہ، کھوٹا سونا

میدان بیان دا اُلٹ وگیا اَجے چشم ساڈی بیدار ناہیں
ٹریا مالوے وَل جا سندھ وڑیا ملنی کونج وچھنڑی ڈار ناہیں
غافل یار تھیں پلک ہوشیار ناہیں ڈھوئی اوسنوں وچہ دربار ناہیں
ساڈیاں غفلتاں بیڑیاں روہڑیاں نے فضلوں رکھ لے ڈوب وچکار ناہیں
میریاں کیتیاں وَل نہ جاہ سائیاں میرے وانگ کوئی گنہگار ناہیں
کر فضل توُں فضل ہے کار تیرا تیرے فضل باجھوں بیڑا پار ناہیں
تیرا نام غفور رحیم سائیاں تیرے فضل دے باجھ چھٹکار ناہیں
تیری ہو مڑ غیر دے وَل تکے اس تھیں ہور پھر ودھ خوار ناہیں
سچے یار دا یار اغیار ناہیں جیویں عین دا غین اُتار ناہیں
سچی پریت دا پالنا بہت مشکل مستحق اس دا مکار ناہیں
دید باز چاہے جان باز ہووے کچے یار جیہا کھوٹا یار ناہیں
کچے یار نوں یار نہ جاننے ہاں سر اوس دے صِدق دستار ناہیں
کچے یار دی غیر ول نظر جاندی گھر یار دے کدی اغیار ناہیں
دیکھو کچ نوں رنگتاں چڑھدیاں نے کدی سچ نوں رنگ دی کھار ناہیں
وچ رنگتاں وہم دیاں گردشاں تھیں رنگ بھنیاں کدی پھٹکار ناہیں
ساڈے جہل نے سب بگاڑ پائے کدی چھڈیا کجھ سوار ناہیں
جاہل آپ نُوں سٹ جوں مار دا ہے کدی کوئی دشمن سکدا مار ناہیں
میاں سیّدا مالوے وَس دیا او لائی توڑنی مرد دی کار ناہیں
جھب آ مل ملن دی چاہ سانوں تیں بن زندگانی مزیدار ناہیں
جے توُں انّ وچہ مالوے کھاونا ایں مَردی بُھکھ تھیں ایہہ دیّار ناہیں

ساڈا بیٹ تن پیٹ ہے نعمتاں دا تیرے مالوے کنک جوار ناہیں
تیرا مالوہ رنگ تلوین[1] دا ہے خشک وَسدا وِچ انہار ناہیں
ساڈے بیٹ نُوں جان نمکین میاں ایسا بُلبلاں نُوں گُلزار ناہیں
وے تُوں آوندا کیوں نہیں ملن سانوں پیاں الفتاں منوں وسار ناہیں
وفادار وسار دے یار ناہیں وفادار ہو بنیں غدار ناہیں
شائد خصلتاں ہور دیاں ہور ہویاں رہیا اساں دے نال پیار ناہیں
یاتے گھروں تینوں اِذن نہیں مِلدا دیندی چُھٹیاں اَجے سرکار ناہیں
تیرا سفر دا ساز تیار ناہیں ساڈے دَرد دا اَنت شمار ناہیں
جے تَیں درد دے اثر دی کھار ناہیں خط لکھدیاں بھی سانوں بھار ناہیں
اَساں آپ لکھنا سانوں بھار کہیا ہونا مُنشیاں دا مِنت دار ناہیں
اسیں لکھاں گے جدوں تک نہ آویں گھاٹا کاغذاں وچہ بازار ناہیں
ساڈے دیس وچہ کمی نہ کانیاں دی قلماں گھڑن تھیں ہتھ بیزار ناہیں
رنگا رنگ دواتاں دے رنگ ساڈے کہڑا ساز جو اَج تیار ناہیں
ہر رنگ وچہ رنگتاں رنگدے ہاں ساڈے رنگ توں کدی زنگار ناہیں
کدوں شعر دا قافیہ تنگ ساڈا کدے بگڑدا وزن مِقدار ناہیں
تقطیع[2] دے وچہ میزان تُلدا مطلع حشو عُروض کجدار ناہیں

[1] رنگ چڑھنے کی حالت، رنگنے کی حالت، رنگینی، تلونِ طبع۔ [2] تقطیع کے معنی اصلاح عروض میں یہ ہیں کہ کسی مصرع کے اجزاء کو الگ الگ کرنا۔ علم وعروض کی اصطلاح میں شعر کے اجزاء کو بحر کے اوزان پر وزن کرنا۔ اس کی تقطیع یوں ہوگی۔ بشنواز نے فاعلاتن، چوں حکایت فاعلاتن، می کند فاعلن۔ مطلع غزل کے پہلے شعر کو کہتے ہیں۔ اجزائے بیت کی شرح یوں ہے کہ شعر کے پہلے مصرع کے پہلے رکن کو صدر اور آخری رکن کو عروض کہتے ہیں اور دوسرے مصرعہ کے پہلے رکن ابتدا اور آخری کو ضرب یا عجز کہتے ہیں اور باقی درمیانی اجزاء کو حشو کہتے ہیں۔

وچ اِکت معنے واحد قافئے دے سوچ دیکھ لے پیا تکرار ناہیں
ایہہ شعر شعور تھیں دور بھانویں ایہہ پُرسحر ہے حرف اشعار ناہیں
نوک قلم دی چھان دی موتیاں نُوں ایسا ابرِ نیساں[1] گوہربار[2] ناہیں
گوہر ریز دو نین جیوں عاشقاں دے رکھدے صبر دا کدی شعار ناہیں
ایویں قلم پروندی کدوں ساڈی لڑی موتیاں دی تار و تار ناہیں
اِنہاں موتیاں دی قدر سوئی جانے جس دا خودی تے دارومدار ناہیں
جہڑا آپ دیکھے نالے یار تکے اوہ خودی دے باہجہ حصار ناہیں
رمزاں وگدیاں دیکھ کس کارنے تے کارے ہاریا غیر چتار ناہیں
نقد دماں دے ونج دا اج ویلا پھیر لبھنے درہم دینار ناہیں
مُڑ چھٹیاں لکھنیاں پھیر کس نے گوہر ہوونے نت نثار ناہیں
تیرے سیر دا وقت پیاریا او مُڑ ہوونا پھیر سیار ناہیں
ہو ذبح قربانی دیا مینڈھیا او ہتھوں دوڑ کے جا مردار ناہیں
رل ڈار وچ ہدی[3] مقلدا[4] اوئے جائیں خودی تے مفت سروار ناہیں
چھڈ مالوہ چار دن سیر کرلے مڑ لبھنی ایہہ بہار ناہیں
جھُولے خزاں دے جُھلنے اَنت اِکدن مڑ کھلنی ایہہ گلزار ناہیں
ایتھے پھیر کد آونا سجنا اوئے لد گئے مڑ ملن ونجار ناہیں
ریس انب دی کرے تربوز کیونکر قائم رہیگا ایہہ اچار ناہیں
بے درد نوں درد سناونے کیہہ گھٹنے اساں دے درد انبار ناہیں

---

[1] نام ساتویں مہینہ رومی کا اور اس مہینہ میں جو بارش ہوتی ہے اس کو مجازاً نیساں کہتے ہیں اور اس مہینہ کے قطروں سے سیپ میں موتی پیدا ہوتا ہے۔ [2] موتی برسانیوالا۔ [3] ہدی جمع ہے ہدیہ کی ہدی اُس اونٹ گائے یا بکری کو کہتے ہیں جو بیت اللہ کی طرف حج کے موقع پر بھیجی جاتی ہے۔ [4] نذرانہ، قربانی، پیروی کرنیوالا، یعنی مقلدہ کے معنی ہیں تقلید پر قربان ہونا، بلا دلیل قربان ہونا۔

جھیا دَرد دُکھاں سانوں گھیریا اے ایسا چند نوں کدی پروار ناہیں
یار سنے نہ سنے سناونے ہاں ہٹنی ہجر دی ایہہ بیگار ناہیں
خط لکھدیاں دے دفتر ہوئے کالے لینی ساڑ کے کسے نسوار ناہیں
اسیں بھید سارے کھول دسنے ہاں جدوں سکدے دَرد سہار ناہیں
یار نہیں اُگھاڑ دا راز دِل دے اساں وانگ اوہ نِرا گوار ناہیں
عمراں بیتیاں جاندیاں وچہ دَرداں دلدار ساڈا ملن سار ناہیں
تیریاں منیاں اساں کرامتاں او پتھر ڈوب کے تُوڑیاں تار ناہیں
ساڈیاں لائیاں اَساں سر لاونا ایں سانوں لاونے تھیں اِنکار ناہیں
متھے چم چماراں دے ماردا ہیں ہن سانبھ دے چم چمار ناہیں
باہوں پکڑ کے پھیر جواب دیویں ہویا کُوڑ دا ونج بپار ناہیں
تیریاں کیتیاں اسیں وساونے ہاں تیرے دِلے وچ اجے وچار ناہیں
ساڈے درد دے آہ تھیں جگر کیہڑا جہڑا ہووندا اج فگار ناہیں
ساڈے گُل اقبال دا اجے غنچہ ساڈے ویریاں دی اکھیں خار ناہیں
ساڈے نال دیاں بال کھڈاندیاں نے ساڈی لٹکدی زلف خمدار ناہیں
کیا وس ساڈے ساڈے لیکھ ایویں سانوں پھبدے ہار سنگار ناہیں
سنجیں ہار سنگار نوں اگ لگے اساں جوگناں دا گھر بار ناہیں
وے میں نیند وگتیاں باہجھ تیرے گلے لگ اَکلڑی ٹھار ناہیں
جنہاں دِلاں نوں نشے دی تار ناہیں بے بال[1] ہے اوہ پروار ناہیں
مقدار کی تڑفنے پھڑکنے تے کدی ہووندی ڈڈ اوڈار ناہیں

[1] بے سامان، بے کس، بے یار و مددگار

سانوں درد دیاں لشکراں گرد کیتا اُڈدا دیکھیا تُساں غبار ناہیں
جویں کٹک فرنگ دے مار دھاوا کابل چھڈیا سنے قندھار ناہیں
چڑھی فوج غنیم فراق دے دی جہدے جیڈ کو خون گذار ناہیں
دل دے وس تھیں صبر قرار باغی پار ہو گیا رہیا ارار ناہیں
ہن حکم روا وچہ دیس دلدے ریہا باجھ فراق مختار ناہیں
تنوں پار ہو گیا آرام سارا اساں جہیا کو اج بیمار ناہیں
جیہڑا ہجر دے درد دا دیوے دارو ساڈے پنڈ وچہ کوئی عطار ناہیں
اَج اَجل دے ہتھ مُہار ساڈی جے تُوں موڑنی اَج مہار ناہیں
دُکھ دَرد ساڈے گُذر گئے حدوں دوچار سو لکھ ہزار ناہیں
اوہدے درد دا اَنت شمار کیہا جہدے ہتھ وچہ یار غمخوار ناہیں
درد منداں دے درد بے درد اگے باجھوں جھوٹ دے لاف ٹپار ناہیں
چانن بھری تکلفوں گل ساڈی گھوڑے عشق جو ہوئے سوار ناہیں
شائد مشرقوں اَج گل تُسیں ڈٹھا چڑھدا ہووسی کجھ اسرار ناہیں
دُمدار تارا چڑھیا مالوے تے آتشباز دا ایہہ اَنار ناہیں
لانبو بال فراق دے کھڑا ہویا ساڈا لیکھ دیکھو سازگار ناہیں
تیرے دیس اُتے گھٹاں چھا رہیاں باجھوں آہ والی دھندو کار ناہیں
دل وچہ جانیا ہووسی یار ساڈے اجے نین روندے زارو زار ناہیں
ساڈیاں روز میثاق[1] دیاں لگیاں دا لاون ہار باجھوں جانن ہار ناہیں
کوٹ صبر دے عشق ویران کیتے نظر آوندا اج معمار ناہیں

[1] روزِ میثاق، عہد و پیمان کا دن مراد وہ دن جس دن کل ارواح نے خدا کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا۔

جہڑا موڑ خورنقاں کرے قائم نیڑے وسدا اوہ سمنار[1] ناہیں
سانوں آسرا نہیں محبُوب باجھوں ساڈا ہور تھیں کجھ سروکار ناہیں
دم دم فضل دی آس نراسیاں نوں یار صرف جبار قہار ناہیں
کج فہم کلام دے سلسلے نُوں دیکھ کہن گے ایہہ ہموار ناہیں
ہموار کلام دا سلسلہ ہے کیتا عِشق نے کُوڑ اِظہار ناہیں
اِظہار جے عِشق دا کوڑ ہوندا مل دا عِشق نُوں اَیڈ اِشتہار ناہیں
بے دَرد خود راز نہ پاوندا اے بے دَرد تھیں ہور بریار ناہیں
بے مزہ طعام بے درد دا اے اہدی دال وچہ مرچ وسار ناہیں
ایدے سرد تنور دیاں کچیاں نے اوہدا پک اُتے اختیار ناہیں
تاوٗ دیکھ تنور تن اپنے دا ایہہ پھیر مڑ لبھناں وار ناہیں
جھاڑ چقمقاں اگ سُلگا اندر تیرے رہن گے کِبر ہنکار ناہیں
جدوں وگے تن چرخ لطائفاں[2] دا موج گھٹے گی ایس منجدھار ناہیں
تینوں وہم افلاس دے چُور کیتا بے خبر ہیں توں نادار ناہیں
کھول دیکھ مَدفون خزانیاں نوں رہنی انت مایہ مستعار ناہیں
دھریاں دیکھ امانتاں وچ تیرے خائن ہوونا ایں تینوں عار ناہیں
بے ترس دل اونہاں سُکھ وسدیاں دا دکھ جنہاں نُوں پیا دم چار ناہیں
دُکھ جِنہاں نُوں پیا دَم چار ناہیں ساڈی سمجھدے اوہ گفتار ناہیں
ساڈے دیس وسّیں ساڈی گل سمجھیں ہندی سمجھدے اہلِ تاتار ناہیں

---

[1] نام ایک معمار کا ہے جس نے نعمان بن منذر کے حکم سے بہرام گور کیلئے قصرِ خورنق تعمیر کیا تھا لیکن نعمان نے محل تیار ہونے کے بعد سمنار کو اسی محل کی چھت پر سے نیچے گرا کر مار ڈالا تھا تا کہ سمنار دوسرے شخص کے واسطے ایسا محل نہ بنا سکے۔ [2] لطیفہ کی جمع باریکیاں مراد لطائف ستہ ہے۔

لوہار دا کم لوہار جانے ہُندی زرگری باجھ سنیار ناہیں
آہیں درد فراق دیاں دیکھ یارا کدوں وگدیاں بنھ قطار ناہیں
دلوں درد وچھوڑے دیاں لُٹیاں دے جوش اٹھدے کیویں اکسار ناہیں
وے میں کیویں جراں لاٹاں وچہ سینے اس تھیں ودھ ہن سچ نتار ناہیں
یار پڑھے نہ پڑھے خط نال درداں میری قلم نُوں اَج کھلیار ناہیں

............(۹)............

قلم تیز زبان وچھنیاں دی جُولاں مار دی تُند سواریاں تے
سانجھی گئی نہ قلم دُکھ بھنیاں دی سبھناں منشیاں ہور پٹواریاں تے
ایس صدر دی شست تھیں دور چاندہ[۱] افسٹ[۲] کٹنے کم خواریاں تے
ایتھے کنے نہ رشوتاں دینیاں نے تے نہ پہنچنا ہتھ کواریاں تے
ایہہ قلم سپرد میں ورگیاں نوں جند جنہاں دی تیغ دیاں دھاریاں تے
جھیڑے ٹرے فناہ دیاں منزلاں نُوں دفتر لد مصیبتاں بھاریاں تے
جنہاں دُکھ تے سکھ نُوں اِک جاتا اوہ ہس رہے اپنی زاریاں تے
رنگا رنگ دے رنگ ہنڈاوندی اے یک رنگی دیاں بیٹھ عماریاں تے
اساں چٹھیاں لکھیاں واچنے نوں گجھی رہے نہ کھیل کھلاڑیاں تے
ایس کھیل دا جنہاں نہ بھیت پایا اوہ رون گے بازیاں ہاریاں تے
جے میں کوہجڑی سوکنے ہسدیئے نی نک چاہڑ ناہیں دلوں واریاں تے

---

[۱] پیمائش کا خاص مقام، وہ نشانی مدّ ورہ (گول) جس سے گاؤں کی حدود مقرر رہوں۔ [۲] عمود گرانا، جس سے کھیتوں کی حدود مقرر کی جاتی ہیں، جب زمین کی پیمائش پرانے زمانے میں کی جاتی تھی تو گاؤں میں اونچے درخت پر جھنڈا گاڑا جاتا تھا۔ جسے صدر کہتے تھے۔ وہاں سے جس جس طرف گاؤں کی زمین ہوتی اس طرف لائن مقرر کی جاتی تھی ہر لائن پر 10,10 جریب کے فاصلہ پر برجیاں لگائی جاتی تھیں۔ ان کو چاندہ کہتے تھے ان چاندوں سے کھیت کے کونوں پر عمود گرائے جاتے تھے ان عمودوں کو افسٹ کہتے تھے اس طرح زمین کی کلہ بندی کی جاتی تھی۔

انت نظر ہے کونت لڈکڑے دی سیج بھردیاں تے پٹیاریاں تے
چکڑ بھریاں نوں یار گل لاوندا ہے اعتبار نہ کجھ سنگاریاں تے
قربان دل جان صدقڑے ہے یار رحم کردا اوگنہاریاں تے
فریاد او بیلیا لئیں ساراں کریں رحم فراق دیاں ماریاں تے
گھر اُجڑے وسن جے کریں پھیرا کاری پوے علاج بیماریاں تے
میں کہاں کی یار تے واریاں میں بلکہ یار دیاں کل پیاریاں تے
جنہاں دخل دربار منظوریاں دا نظر تنہاں دی نہیں سرداریاں تے
جنہاں تیغ فراق دے زخم جھلے اوہ صید قربان شکاریاں تے
سوزش عشق دی نوں نہیں ٹھنڈ ملنی شور آب دو چشم دیاں ماریاں تے
بیڑے مصر تھیں مڑے لڑاکیاں دے اجے اساں دے نین کٹاریاں تے
ساڈے درد دیاں وجدیاں رہن تاراں جاں لگ یار نوں حوصلہ یاریاں تے
سکھ وسدیا سجناں دُکھ سُن کے پھیرا گھت چا منوں وساریاں تے
نہیں تے بس ہی بس پکار اُٹھیں بدھے ساز جاں اَساں تیاریاں تے
وجے جتاں دا سارنگا دیس تیرے ساڈے دَرد دِیاں جوش خماریاں تے
ہتھ لئیں طنبور خط پڑھیں ساڈا سُرنگیاں چاہڑ اُڈاریاں تے

........(۱۰)........

اسیں چپ چپ یاریاں لائیاں سی پیا گاونا نال طنبوریاں دے
واہے واہ او سیّدا میریا او پیا ٹپنا دنیں عاشوریاں دے
ساڈے یار اوہا جنہاں دَرد ناہاں ایویں لیکھ سی اساں ادھوریاں دے
دھن بھاگ انہاں جھڑے لڑیں لگے یاراں قول قرارِیاں پوریاں دے

انت چاہی دے سی یار ایہو جہئے اساں جئیاں بے شعوریاں دے
وچ اُن دیاں رسیاں سوہندے نے پھُمن اُٹھاں دے گلانوچہ بھوریاں دے
یار جنہاندے کوڑیاں خصلتاں دے مزے تنہانوں دِسپیاں ہُوریاندے
سَٹاں جھل مقابلے پھیر کرنے ایہہ حوصلے پُوریاں سوریاں دے
جنہاں کُتیاں پالیاں وچہ بُکل منہ چُمنے پئے کتُوریاں دے
جنہاں مندیاں[1] وادیاں وچ واسا باز آونا نہیں بن گھُوریاں دے
جنہاں روگ پُرانے دی رڑک سینے دُکھ جاونے نہیں کھنگوریاں دے
ساڈے دُکھ نہ گئے لکھ جوش مارے ایہو جوش سی بے دستوریاں دے
دھری وصل دی آس دُکھ بہت پائے مکدے پیر نہ کن کھجوریاں دے
چِت[2] چاٹ[3] کماد دِیاں پوریاں دی پئے چوسنے رس دھتُوریاں دے
وقت گئے تے پھیر پچھتاونا کی نہیں بدلنے لیکھ مُڑ جھُوریاں دے
نج طب دا علم میں یاد کیتا رنگ دیکھنے پئے قاروریاں[4] دے

........(۱۱)........

کر یاد توں خطاں وچہ جیویں لکھیا گوڑھے چاؤ نے شورشاں چاہیاں نے
تیریاں لائیاں اَساں ول آیاں نے سانوں دتیاں ہجر ایذائیاں نے
ندیاں نیناں دیاں اَج اُچھل آیاں اسیں سفر تیاریاں لائیاں نے
لانبو پکڑ جدائیاں آیاں نے جڑاں صبر دیاں ساڑ سدھائیاں نے
تیرے خطاں نوں سچ کر جانیا سی چٹھیاں موڑ جواب دیاں پائیاں نے
جے توں اساں دے ملن نوں جھُور دا ایں ایدھر بلدیاں دُون سوائیاں نے

۱ بُریاں۔ ۲۔ دھیان، خیال، دل۔ ۳۔ چاٹنے کا مزہ، ذائقہ۔ ۴۔ پیشاب، بول

توں نہ رو میں واریاں جُگ جیویں لیاں تیریاں اساں بلائیاں نے
سانوں آمل ملن دے شوقیا اوئے تیں تھیں ودھ سانوں اچوائیاں نے
تینوں چاء ساڈا سانوں چاء تیرا دوہاں دِلاں نوں سوز جُدائیاں نے
منتظراں دے دیس تے گھت پھیرا اسیں گردناں آپ نوائیاں نے
اسیں کھڑے اُڈیک دے راہ تیرا ساڈے دیوندے نین دوہائیاں نے
حال حال او سجنا حال دیکھیں حال اساں دے مثل سودائیاں نے
اسیں اکھیں دیاں دھیریاں کھولیاں نے گھول وچہ دوات الٹائیاں نے
اسیں چٹھیاں لکھیاں واچنے نوں توں تاں واچکے پاڑ گوائیاں نے
یارا تیریاں بے پرواہیاں نے ساڈیاں رڑک دیاں ہور رڑکائیاں نے
استغنائیاں[1] تیریاں سیّدا اوئے ساڈیاں بھڑکدیاں ہور بھڑکائیاں نے
نقش زعفرانی اسم یار دے نے لاٹاں بال دل وچہ چمکائیاں نے
جیں ول نظر وگدی جلوہ یار دسے اجے یارنوں بے پرواہیاں نے
نور لامعہ[2] وچ دماغ رچیا دیندا صدق نوں صاف صفائیاں نے
اس جامع نور دی لہر اندر ندیاں نور دیاں ٹور وگائیاں نے
جے میں ہتھ تیرے توں کد دور میتھیں میں کہندیاں بھی پچھتائیاں نے
آپے آپ تیں یاریاں لائیاں نے آپے دیکھیاں آپ دکھائیاں نے

........(۱۲)........

اسیں درد فراق دے موتیاں تھیں لڑیاں مژگاں دی نوک پرونیاں نے
جاں لگ سوز فراق دے پٹنے نے رورو خون اکھیاں دھونیاں نے

---

[1] بے پروائی، بے نیازی۔ [2] واضح چمکتا ہوا نور

میاں سیّدا ملیں نہ جدوں تائیں ساڈیاں شورشاں تم[1] نہ ہونیاں نے
وہندے درد دے گرد دی بھرتیاں تھیں نہراں وگدیاں اٹک کھلونیاں نے
ڈاکخانے دی وچہ صندوقچی دے اسیں لِکھ لِکھ چٹھیاں پونیاں نے
تیرے مالوے تے اسیں دنے راتیں فوجاں دلیدے درد دیاں ڈھونیاں نے
بے دِرداں تھیں درد دی داد لینی اَساں آدیاں کھانگڑاں چونیاں نے
آدم زاد دے وچ خمیر وحشت تاؤ چاہڑ طبعیتاں گونیاں نے
حضرت عشق والی اندر کشتکاری اسیں دودھلاں ہلاں وچہ جونیاں نے
یکرنگی[2] دے بحر فناہ اندر فرق داریاں روہڑ وگونیاں نے
ایہ فرق دیاں دوڑکدائیاں[3] بھی آخر جمع وچہ آن سمونیاں نے
اجے منتاں نال بولاوندے ہاں نوکاں طعن دیاں پھیر چبونیاں نے
جے توں نہ آیا اسیں پھیر ایویں گلّے پیہن دیاں چکیاں جُھونیاں نے
دیکھ خط غلام رسولؔ دے نوں وچ مالوے اکھیاں رونیاں نے

........(۱۳)........

ہوئیاں مدتاں عشق دی لاٹ سوزاں ساڈے وچ دلدے موجاں ماندی سی
سینے وچہ اڈاریاں ماردی سی خرمن سوز ایہ برق دے ہان دی سی
صدمہ گاہ[4] بلا دی جان ساڈی ہمدوش[5] کبریت[6] دے کھان دی سی
دھندوکار[7] اندھیرڑی سوز والی گرد درد دی سوز وچہ چھان دی سی
ہمزاد[8] الماس[9] دی جان ساڈی آہن دوز برمی ترکھان دی سی

---

۱ ختم ۔۲ ظاہر و باطن، یکساں ہونا، محبت، اخلاص، دوستی، ایک طرح کا ہونا۔۳ دوڑ دھوپ ۔۴ رنج کی جگہ، غم سہنے کی جگہ ۵ برابر کا، ہمسر۔
۶ گندھک، عمدہ سونا، زرخالص ۔۷ تاریکی، اندھیرا۔۸ ہم سن، جو ساتھ پیدا ہوا۔ ۹ ہیرا۔

سنگین دل ٹنب پروونے نوں سر ایس دے تے تیزی سان دی سی
لگی رڑکنے جان تے جگر اندر مکھی زہر بھری خونی بان دی سی
زخم رڑکیا تے دِل دھڑکیا سی ہوش گم ہوگئی اوسان[1] دی سی
جان سوز جوانتڑی سوز والی دردوں صبر قرار نوں ران دی سی
چڑھیا تاؤ سواریوں شُتر گھتھا تے نہ شُتر نوں سُرت پالاندی سی
وجیاں دستکاں نال انگشتگاں دے جھلی لہر جیوں بھوت مسان[2] دی سی
چشمہ سار ارادتوں موج وگی ہوئی تربتر فصل کرسان[3] دی سی
چھٹی آہ دلخواہ کلیجڑے تھیں جہڑی وچہ سینے تمبو تان دی سی
تاں میں کڈھ بخار دُکھ تول گھلے جان ٹٹ دی نین پراندی سی
ساڈی جان قربان ہو رہی یارا اَنت دیکھ لے حق پچھان دی سی
پیڑاں تتیاں قلم نُوں لگیاں سی جن چھڈیا جہیا جن جاندی سی

آخری عرض

........(۱۴)........

عالم پوروں وَل مالوے وگی چٹھی ہن رہیا نہ وقت تاخیر دا اے
ساڈے لکھے تے کس نے رونا ایں وگ چلیا تیر تقدیر دا اے
دل دے جوش دے خون دا رنگ کھلا خاکہ ہجر دی پاک تصویر دا اے
اس سبز تر برگ دا رنگ خونی کھول دیکھیا راز تفسیر دا اے
تفسیر اس راز دی دلاں اندر دھردی خواب تے حکم تعبیر دا اے
تعبیر اس خواب دی دائم پابند جنون زنجیر دا اے

[1] حواس، حوصلہ [2] وہ جگہ جہاں ہندوؤں کے مردے جلائے جاتے ہیں۔ [3] اس کے معنی کسان کے ہیں۔

کیتا ختم کلام دے سلسلے نوں اگے خوف ہن عمل کثیر دا اے
قائم رہے نماز جے عشق والی جان فضل کریم قدیر دا اے
جانی یار دی وچہ دوکان بھکے پیا ایہہ اتفاق تحریر دا اے
دردیں بھرے دل رنج مہجور[1] دے نے رو رو ڈوہلیا رنگ تاثیر دا اے
اکھیں دکھدیاں نال میں خط لکھیا دوپہر دا وقت دن پیر دا اے
اج اٹھویں ماہ محرموں ہے صدی تیرہویں سال آخیر دا اے

[1] چھوڑا ہوا، ہجر شدہ۔

چٹھی بنام ہیرے شاہ صاحب

یہ وہ چٹھیاں ہیں جو حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحبؒ نے پنجابی نظم میں ہیرے شاہ کی طرف تحریر کی تھیں۔ ہیرے شاہ قوم کا گوجر تھا اور عالم پور کے قریب ہی کے ایک گاؤں بوچھاں کا رہنے والا تھا۔ عمر بھر شادی نہیں کی۔ درویشانہ طریقہ سے اپنی تمام زندگی بسر کردی۔ اس کے دوسرے بھائی وزیرا کی اولاد جڑانوالہ ضلع لائل پور کے قریب کسی چک میں آباد ہے۔ عموماً رات کو چھپ کر حضرت مولوی صاحبؒ سے ملنے آیا کرتا تھا۔ بعد میں کسی غلط فہمی کی وجہ سے حضرت مولوی صاحبؒ سے ناراض ہوکر جالندھر چلا گیا۔ اس وقت حضرت مولوی صاحبؒ نے یہ خطوط اس کو تحریر کئے تھے۔

بعد حمد صلوٰۃ سلام میرا رُس بیٹھیاں سجناں پیاریاں نوں
یاراں کِبر ہنکار دیاں ماریاں نوں رنگ رتڑی لہردیاں تاریاں نوں
یاری لاجواب دے بہندیاں نوں سچے رہندیاں جُھوٹ نگاریاں نوں
لباں لال یاقوت ربانیاں نوں ہیرے نین گمانیاں بھاریاں نوں
لیکھاں ماریا میریا ہیریا او ہن چیریا دفتراں ساریاں نوں
جاتا عہد پیان میں دوستی دا تیرے فن فریب دے لاریاں نوں
تیرا کدوں کجھ اسیں گناہ کیتا کیوں توں توڑ گیوں اوگنہاریاں نوں
کدھر گیئے اوہ ویلڑے بیلیا او جدوں نہیں سی صبر گھلہاریاں نوں
بجلی چمکدی تے راتاں کالیاں نوں ندیاں چیر ملدوں ملن ہاریاں نوں
راتاں کالیاں کٹیاں نال ساڈے چھوڑ نیند دے جھوک ہلاریاں نوں
کامن[1] گھت بیٹھی کون کنج کواری میرے سجناں کنج کواریاں نوں
میرے سجناں نوں جنہاں پاڑلیا میرا صبر پوسی اوہدے کاریاں نوں

[1] جادو، سحر۔

جے میں سچ دساں بُلے اَگ جھُلیں کون من دا سچ نتاریاں نوں
سن آپ تو ہیں فریاد میری مڑ یاد کر منوں وساریاں نوں
جے توں اساں تھیں ٹھیک منہ موڑ بیٹھا تھاؤں دس کھاں اساں بیچاریاں نوں
ساتھوں اوہ چنگے جیں ول چاہ تیری شالا صبر پوے کامن ہاریاں نوں
جادو ہتھیاندا جادو چل گیا ڈھایا شوق دے کوٹ اُساریاں نوں
موسم گیا بہار دا خزاں آئی گئی گُلاں دے توڑ نظاریاں نوں
ملیا دیس نکالڑا بُلبلاں نوں بھوراں عاشقاں عشقدیاں ماریاں نوں
باہجوں ونج وفا دم زندگی دے دیون تاؤ دل کوڑ ونجاریاں نوں
آخر کم نہ آوسی جانیا او پچھوں تاوناں پیا خساریاں نوں
سنبھل وقت وہانڈرے جاندڑے نوں رہنا ملے نہ پیر پساریاں نوں
جدوں کوچ نقارے دی چوٹ وجی دھکے ملن اقرار تھیں ہاریاں نوں
مٹھی پریت دے عہد دی وفاداری شیریں کرے سمندراں کھاریاں نوں
قربان محبوب تھیں جان ساڈی منظور جے کرے سر واریاں نوں
چھڈ بے پرواہیاں سجناں او آپچھ لے حال بلہاریاں نوں
اسیں لاونے وقت نہ جانیا سی تیری رمز دے ناز اشاریاں نوں
تیرے نور ظہور دیاں مستیاں نے کیتا عقل دے مات چمکاریاں نوں
جملہ میر وزیر نہال ہوئے تیرے فقر دے دیکھ چمکاریاں نوں
تیری خاص حضور دی حاضری نے عرش چاہڑیا دھرت اُوتاریاں نوں
سیاہ گھٹاں تھیں جدوں توں وانگ بجلی چمکاں دتیاں دُور سدھاریاں نوں
سر جھلیا اساں قربان ہو کے تیری شوقدے چمک لشکاریاں نوں

ہونی ہو گیا پچھو تاونا کی نیزے درد دے جگر سہاریاں نوں
جدوں عشق دے بحر غرقاب[1] ہوئے ہتھ پہنچنا نہیں کناریاں نوں
پھَس برہوں دے جال تڑفدیاں نے اکھیں چاونا خار کھلاریاں نوں
اوگت جاونا جنہاں اس دام عشقوں مڑ جھورنا پھیر چھٹکاریاں نوں
وفادار ہیں تے دیکھ وفاداری خونی نیناں دے دیکھ فواریاں نوں
وچہ عشق مجازی دے خوان[2] یغما لٹ کھاونا درد نکھاریاں نوں
تینوں خبر نہ برہوں دے کٹک خونی دھاپے دھر چوٹ نگاریاں نوں
ساڈے تان توان مغلوب کیتے شیراں گھیریا جیویں چکاریاں[3] نوں
لائیاں توڑ نبھانیاں چاہیے او لگدی لاج مڑحال چتاریاں نوں
جے توں نہیں وہاجنی وفاداری کتھے خرچناں دماں ادھاریاں نوں
ویلا یاد کر انت چھڈ جاونا ایں ایتھے سب پیار پیاریاں نوں
دھکے ملن درگاہ تھیں کھوٹیاں نوں اتے ہاریاں رنوں نگاریاں نوں
کیتے عہد وَلوں پھرنے ہاریاں نوں نالے پاپیاں نوں ہتھیاریاں نوں
بول تول وچہ جنہاں گھلیار ناہیں کھوٹے ونج دے سب ونجاریاں نوں
دغا دیونے ہار جڑ ماریاں نوں عہدوں پھر دیاں وہم ہنکاریاں نوں
پیتے باہجہ مستانیاں بھاریاں نوں دنیا دین تھیں دور درکاریاں نوں
کیتے قول اقرار تھیں ہاریاں نوں بھُکے بانکیاں دُھروں پھٹکاریاں نوں
پاپی رہڑن توں آمل سجنا او داغ پوے کد میل نکھاریاں نوں
دودھ اَک دے نال جَگ پُچھ دیکھو نہیں نسبتاں شہد چھواریاں نوں

---

[1] ڈوبا ہوا پانی کے اندر۔ [2] عام لنگر۔ [3] ایک قسم کا چھوٹا ہرن

تیرے نین[1] روشن میرے ہیریا او میری لکھت دے واچ سیاریاں نوں
اکھیں باجھ کی واچنا انیاں نے کناں باجھ کیہہ سنن پکاریاں نوں
جھڑے خطاں دے تیر چلا بیٹھے پکڑے جان گے سخت کفاریاں نوں
غیر منتظم دیکھ الفاظ میرے بھلن نہیں مضمون کراریاں نوں
جنہاں تیر فراق دے زخم جھلے اکھیں دھرن گے جگر دیاں پاریاں نوں
قربان ہو رہنگے انت اک دن تیرے وصل دے دیکھ الاریاں نوں
دنیا دیکھ نہ بھُل صد رنگ وَسدی مڑ مڑ جھل دی پیر پساریاں نوں
معمار تقدیر چا موریاں تھیں اٹاں لانودا سریں چباریاں نوں
ساون کڑک بیاس اولاریا اے روڑھ کھڑے گا سوم دیاں کیاریاں نوں
لیکھا سخی تے سُوم دا سال پچھے کئی ہتھ ملسن ردّیاں دھاریاں نوں
غافل حال انسان بے خبر پھردا ڈھوئی نہیں حضور سنگاریاں نوں
اوگت عشق باجھوں دم زندگی دے خبر کرو ناموس سواریاں نوں
ڈانواں ڈول ہوکے پھردے وچہ گلیاں دونویں جگ تھیں دیکھ نیاریاں نوں
جنہاں قول قرار نوں پالیا اے شاباش کہن گے اونہاں سچیاریاں نوں
ملّے وَاس اُجاڑ جگ وسدیاں نے لانبو لا محل مناریاں نوں
سانوں سوہنے دی چیٹکوں[2] چرنگ[3] وجّی واہ واہ جال گیا برف دے ٹھاریاں نوں
مینوں سدمنگا دربار شاہا میں وَل فضل دے گھل ہرکاریاں نوں
شیریں بدلوں بھرپور کر شاخ دل دی سرسبز کر اِنہاں کنڈیاریاں نوں

---

[1] بقول چوہدری عبدالعزیز داماد حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری علیہ الرحمہ ہیرے شاہ آشوب چشم کا مریض تھا۔اس شعر میں مولوی صاحب نے اسکو لطیف سا مذاق کیا ہے۔ [2] شوق، لگن، طلب، عشق ۔[3] ضرب، ضرب کی آواز۔

سانبھ رکھ نگاہ وچہ چھوڑ ناہیں سچے درد دے لاس اُبھاریاں نوں
وقت گیا تے پھیر پچھتاونا ایں اَتے لبھناں درد دے چاریاں نوں
چارہ درد دا پھیر کد ہتھ آوے سینے جھلنا پوے شراریاں نوں
میرے ہیریا سمجھ اشاریاں نوں اج سمجھ کے ورت ورتاریاں نوں

.......(۲).....ردیف...

اسیں بھُل پریت کیوں پا بیٹھے دیکھ مکر دے فقر دیاں بانیاں نوں
جھڑی ہونی سی سوئی ہو گیا کون موڑ دا رب دیاں بھانیاں نوں
تیز دھار تلوار فراق دے دی وگی غیب تھیں درد ستانیاں نوں
گھائل دید دے نین حیران ہوئے اج رووندے وقت وہانیاں نوں
ایس عشقدی کارگزاریاں دی کاہنوں خبر سی اساں ایانیاں نوں
دنیا کوڑ دا واس پردیس ہویا دمدم جنہاں دا قصد چلانیاں نوں
ٹُٹ جمع تھیں وچ تفریق رُجّے آخر رون گے چھوڑ ٹکانیاں نوں
دنیا رنگ برنگ دیاں لذتاں اے کھانا عشق دا عشق رنجانیاں نوں
ججماناں[1] دا نیندرا پاہندیاں[2] نوں جمعرات دا ختم ملانیاں نوں
بول روگیاں دا وچہ بوتلاں دے تُوساں دیوندا وید سیانیاں نوں
اجے وقت ہے غافلا سمجھ جائیں کاہنوں بیجناں بھُنیاں دانیاں نوں
پلا پکڑ محبوب دا گم جائیں تھاؤں نہیں درگاہ تھیں رانیاں نوں
عشق آپ مڑدا جیں ول وصل ناہاں ملے سار دربار سدھانیاں نوں
لاون ہار چاہیئے وفادار پورا کوئی پُچھدا نہیں گھرانیاں نوں

---

[1] آقا، مالک۔ [2] جوتشی، نجومی، ہندوؤں میں برہمن اپنے ججمانوں یعنی مالکوں سے نذرانہ لیکر اُن کیلئے پوجا کرتے ہیں۔

پرواہ کیہہ انہاں نوں والیا اوئے تیرا مان ہے جنہاں نمانیاں نوں
توں ہی توں پُچھاں وچہ دسدا ہیں بیٹھ اپنا آپ پچھتانیاں نوں
آزادیاں صدق دیاں پوریاں نوں ست[۱] حرف نزول ونجانیاں نوں
سورج چڑھے تے یاد تھیں بھل جاندی کالی رین دی چمک ٹٹانیاں نوں
تیرا نور ظہور منظور ناہیں گھٹا غفلتاں دا اکھیں چھانیاں نوں
قاصد یار دے تے جند وار رکھاں دلوں توڑیا کفر دیاں تھانیاں نوں
جس جسم نوں ہیریا پالنا ایں گزرانیاں[۲] کِرم[۳] دے کھانیاں نوں
رنگ بھرے جوانی دیاں بعد رنگاں رنگ جھُوسیں گا رنگاں مانیاں نوں
رنگ مان لے میریا ہیریا او دھر تازیاں زین اولانیاں نوں
چھڈ فن فریب ہن روک ناہیں سروں برہوں دے لشکراں دھانیاں نوں
کنے نہیں وہاجناں دام دیکے انہاں کھلڑاں پیاں پرانیاں نوں
سن کُوچ دی کُوک چھڈ جاونا ایں دھولر[۴] دھانیاں دے تنبو تانیاں نوں

...ردیف.....(۳)........

اہل دلاں دے دلاں نوں جان میاں عرش پاک کریم رحمان دا اے
بے درد دل دُور اس مرتبے توں جیویں فرق زمین آسمان دا اے
جامع عرش تے فرش ہر رنگ اُس دا ایہہ مرتبہ خاص انسان دا اے
جے تے عرش ناہیں دل عاشقاں دا پھیر حوصلہ ہور کس شان دا اے
سینے تنہاندے آب حیات رَسدا دل جنہاں دا نور عرفان دا اے

---

۱ اس شعر میں سات مراتب کی طرف اشارہ ہے۔احدیت، وحدت، واحدیت، ارواح، عالم مثال، اجسام، جامع کل۔ ۲ بسر اوقات، گزارا۔ ۳ کیڑا۔ ۴ محل۔

تر دی ٹھاٹھ جمال جلال دی تے ہر آن مشاہدہ فان[1] دا اے
رواں[2] اک نشان دی باندڑی[3] اے ایہہ وہم گمان نادان دا اے
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ[4] باقی اک مالک نگہبان تمام جہان دا اے
جے ہے ونج تیرا وچہ دوستی دے ایہہ ہے نفع نہ کم زیان دا اے
دلاں درد بھریاں عشق والیاں نوں ردّ سِٹناں کم زیان دا اے
بیٹھیں بنھ دعویٰ جے تیں بیٹھ رہنا اَتے حوصلہ نین پران دا اے

...ردیف.....(۴)........

گھہ گٹ وچہ نیند دے سُتیاں نوں چوبک عشقدی ٹنب جگا گیّا
ساڈی نیند دا نشہ گوا گیّا ہتھیں پکڑ چواتیاں لا گیّا
چشم رنگلی یار رنگیلڑے دی چمکاں دے دل جان بھرما گیّا
کنڈل دار دو زلف دے ولاں اندر دل قید کر پیچ پہا گیّا
حیرت ناک ندی بھارے سلسلے دی چڑھی ٹھاٹھ تے ٹھاٹھ چڑھا گیّا
مستانڑے نین دی دھار کالی کاری تیغ میدان چلا گیّا
سوہنے یار دے جلویوں لاٹ چمکی لانبو بال کلیجڑا تا گیّا
جھُلی بادِصرصر[5] گُوہڑ حیرتاں دے وچہ گرد غبار اُڈا گیّا
حیرانی دے وچہ سمندراں دے بیڑا روہڑ گھم گھیر روڑھا گیّا
اِک نظر محبوب لڈکڑے دی لُوں لُوں وچہ تاثیر رچا گیّا

---

[1] كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (آیت نمبر ۲۶، ۲۷۔ سورۃ رحمٰن) سب جو زمین پر ہیں فنا ہونیوالے ہیں اور تیرے رب کی ذات باقی رہنی ہے جو جلال اور عزت والا ہے۔ [2] نفس، ناطقہ، روح۔ [3] باندی کی تصفیر، لونڈی۔ [4] كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْه الله قرآن میں ہے یعنی بغیر ذات باری ہر چیز ختم ہو جائے گی۔ [5] سخت آندھی، تیز ہوا۔

سدھ بدھ دا نام بھلا گیّا ہر رنگ وچہ دھوم مچا گیّا
دُنیا پاپ اپراہد دے سب واجے وارووار وجا سدھا گیّا
کُجھ اَجے سدہاندڑے جاوندے نے جانوں خاک در خاک سما گیّا

......ردیف.....(۵)........

تیرا واس وَسے وے توں جُگ جیویں کدی موڑ مہار دُکھ دیکھ میرا
نگری سُنج وَسدی جے توں وچہ ناہیں میں ول فضل دی نظر دا گھت پھیرا
اونہاں دلاں دی شان بیان ناہیں دمدم جنہاں نوں شوق دھیان تیرا
پندھ عشق چلنیدیاں عمر گیّا اَجے سوہنے دا سُنّی دا دُور ڈیرا

......ردیف.....(٦)........

ساڈا وَس ہوندا جدوں لگیاں سی ہتھ پاوندے سمجھ اماناں نوں
ساڈے وَس تھیں گل بے وس ہوئی پکڑے جاوناں پیا خیاناں نوں
ہن توڑ ناہیں ہتھ جوڑ ناہیں ساڈیاں رَکھ سنبھال دیاناں نوں
جے توں دھک سٹیں سانوں ہوگ مشکل جتے کھنے دیاں سہن اہاناں نوں

......ردیف.....(۷)........

تینوں نہیں پرواہ میں ورگیاں دی تیرے جہیا مینوں کوئی ہور ناہیں
تینوں ہور لکھاں مینوں اِک توہیں اپر ہتھ میرے دِل دی ڈور ناہیں
ہتھ تُساں دے دِلے دی ڈور ساڈی دھک ہور دربار ول ٹور ناہیں
کڈھیں دھک فریاد نوں تھاں ناہیں سننا کسے نے دَرد دا شور ناہیں
جے توں کریں منظوریوں دور آپے بے زوریاں دا کوئی زور ناہیں
گوروں دُور جاون جنہاں درد ناہیں بے درد نوں جھل دی گور ناہیں

........(۸).....ردیف...

سکھ وِچ کے درد وہاج میاں جے ہے عشق دا طلب مقام تینوں
جھات گھت ناہیں وہڑے عاشقاندے جے ہے طلب دل ننگ تے نام تینوں
یکرنگی دے رنگ وچہ رنگ ہوجا یکرنگ ہوسی صبح شام تینوں
دیکھ عشق دیاں کار گزاریاں نوں بھُل جان کے کار تمام تینوں

........(۹).....ردیف...

ایہہ ہے عشق برات مستانیاں نوں جنہاں ننگ ناموس ڈبونا ایں
الماس کرکے نوک قلم دی نوں یاقوت سرشک پرونا ایں
سکھ جیوڑیاں نے دُکھ جھلنا کیہہ کنے الک نوں ہل نہ جوونا ایں
پتھّے لگ دے چکیاں بھاریاں نوں انت زناں دیاں پوریاں جھوونا ایں
جنہاں چھوڑ محبوب وَل غیر جاتا وَل دوزخاں تنہاں نوں ڈھوونا ایں
پورا تول منگ دیاں سوکناں نے چھابے عدل دے نہیں کھلوونا ایں
گردش دور دوار دی سازگاری طلب کردیاں رُو مکھ دھوونا ایں
دھر آسرا عہد دے پاپیاں دا اکناں غافلاں وقت وگوونا ایں
کنے بُرا کہنا کنے بھلا کہنا اِکو جہیا جہان نہ ہوونا ایں
دیکھ خط غلام رسول دے نوں کنے ہسنا تے کنے رُوونا ایں

........(۱۰).....ردیف...

حسن یار مفتون[1] بے حال عاشق منصبدار[2] تحمید[3] جبّار دا اے
بحر کون مکان[4] دے سلسلے دا اس تے حمد دی لہر لشکار دا اے

---

[1] فتنے میں ڈالا ہوا، فریفتہ۔ [2] عامل، عہدیدار، عالم۔ [3] تعریف، حمد، خدا کی تعریف بار بار کرنا۔ [4] دنیا، جہاں۔

احمد مصطفیٰ سید المرسلین ہے مطلع فیض دے کُل انوار دا اے
اصحاب نجوم ہداتازی[1] زمرہ[2] پاک صغار کبار دا اے
سر کٹ دھر تلی چل عشق گلی من چاو جے دلا دیدار دا اے
پٹ سوکناں نوں روسجناں نوں وین ہور دے تے دکھ یار دا اے
میرے دُکھ سُکھ گئے قربان دونویں جاں تے وجیا زخم تلوار دا اے
اِک نشے دی جھوک[3] سنتوک[4] دلنوں دُکھ سُکھ سب مُکھ دلدار دا اے
ساڈے رونے تے تسیں ہنسائی جیوڑا وہم دے کوٹ اُسار دا اے
یکرنگی دی نہر دی لہر اندر جیوڑا خشک لب یوم اقرار دا اے
نصیریا میریا ہیریا او سانوں فکر تُر گئے بیمار دا اے
ساتھیں ہو رخصت گیوں دُکھ بھریا کیتا فکر مڑ خبر نہ سار دا اے
نہ توں خبر گھلی نہ توں آپ آیا درد اکھیاں نوں انتظار دا اے
کی جانئے جانیاں جیونا ایں یاتے سفر کر گذریوں پار دا اے
جے توں پار جا بولیوں سجناں اوئے ایہہ لے اساں کد شوق ارار دا اے
ٹھنڈی املی دی چھاویں بیٹھ بھاویں تاں بھی زور تینوں خلطاں چار دا اے
آجیوندے جی مل صبر آوے ترسندڑا جی دکھ یار دا اے
جالندھروں چلا آ پاس میرے تینوں خوف کس چور چکار دا اے
ویری گئے علاپور دھوگڑی نوں آ وقت ہن سیر بازار دا اے

---

[1] مراد یہ حدیث ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ، (مشکوٰۃ شریف) میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں اُن میں سے جسکی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔ [2] جماعت، گروہ، اس شعر کا ترجمہ ہے ''حضرت احمد مصطفیٰ سب رسولوں کے سردار ہیں اور فیض کے سب انوار کا منبع ہیں آپ کے صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں چھوٹے بڑے پاک لوگوں کی جماعت ہے جو ہدایت کے تازی ہیں''۔ [3] نشے کی غفلت، غنودگی۔ [4] سنتوکھ یا سنتوک، صبر، تسلی، قناعت۔

مچھر سوکیا بیٹ دے وچ چھنباں ساون ماہ ایدھر ٹھاٹھاں مار دا اے
شائد دیکھ مصیبتاں کنب گیوں ایہہ کم کدوں وفادار دا اے
وفادار ہیں تے جھل بھار سر تے وفاداریاں جھلنا بھار دا اے
وائیں ٹھنڈیاں تازیاں جھُل رہیاں ایہہ فائدہ بیٹ دیّار دا اے
ندیاں وہندیاں چٹ جھل پُرا پچھّم جلیاں بُجھیاں دے سینے ٹھار دا اے
پت پپلاں دے وجن تار اُتے کُوکن کوئلاں وقت بہار دا اے
سبزہ زار دے فرش خوش رنگ اتے زریں غُوک[1] چا گیند اُبھار دا اے
کرکے یاد قرار سندیسیاں[2] نوں پیا لیٹ دا حمد گزار دا اے
وچہ جھاٹلی ٹالیاں ٹوٹرو بھی تحمید جبار پکار دا اے
خاکستری پڑھن فاختہ نوں حسن یار دے تے نالہ زار دا اے
ہیٹھ گھٹاں کالی جھرمٹ بغلیاندا اہل راز دے ہوش نگار دا اے
ڈونگھے وچہ وہناں تردی مچھیاں نوں اجے پتہ نہ بحر زخّار[3] دا اے
رنگیں حسن جمال دیاں دیکھ شاناں دید باز بھی جان نوں وار دا اے
آ دیکھ خوش رنگیاں رنگ بازا ملک الموت بھی کھڑا للکار دا اے
چھڈ موت دا خوف مر جانیا او مر گزرنا موت نوں مار دا اے
مرے موت تے زندگی رہے زندہ حکم عشق دی خاص سرکار دا اے
ڈردا موت کولوں دیس چھوڑ گیوں اوڑک کار ایویں خام کار دا اے
اجے موت مگرے موتوں ڈردیا اوئے کد نسناں موت گھلیار دا اے

---

[1] سنہری مینڈک، سنہری مینڈک پانامہ میں پائے جاتے ہیں۔ [2] پیغام، خوشخبری، نوید۔ [3] لبالب، نہایت بھرا ہوا موجیں مارتا ہوا، خزانہ۔

جے توں موت گھلیارنی چاہونا ایں وڑنا عشق گھرکار سوار دا اے
ایہہ فن فریب نہ پیش جاندے راز دان خود راز نثار دا اے
اگے مرن تھیں مرگ ہتھ آوندی اے نفع عشق دے ونج بیوپار دا اے
توں دور نہ جا گھر وسّے تیرا تارن ہار تینوں گھر تار دا اے
مڑگھت پھیرا دیکھ دُکھ میرا تیں بِن نام نہ صبر قرار دا اے
اختلاف الفاظ اتحاد معنی تک بھُلنا کم غدار دا اے
خونی نین تپندڑے دیکھ میرے گّرہ آتشیں جویں لوہار دا اے
تیرے دید پریت دیاں لگیاں تے لاون ہار اج دیکھ دم ہار دا اے
توں لاج رکھ لگیاں میریاں دی ہن جیوڑا صبر سہار دا اے
ہتھ دلوں بے وس دل گیا ہتھوں سرمہ چشم دُکھ بھرے غبار دا اے
غنچہ دلیدا وچہ فراق تیرے صدمہ گاہ بلا دی خار دا اے
خار خار ہویا دل وچہ درداں پھیر اجے ردیف گزار دا اے
قبض البسط[۱] فراق وصال دویں جولانگاہ دوچشم خون بار دا اے
تیری ناز ادا دیاں شوخیاں تھیں سینے میریوچہ زخم کٹار دا اے
خاکسار جانباز میں صید تیرا مینوں تھاں نہ ذرا انکار دا اے
تیرا ہو مڑ غیر دے ول تکے جھڑا خودی دے پیر پسار دا اے
شوق مند تیرا غیروں گذر چکا وچے اپنا آپ وسار دا اے
افسوس توں اجے بھی دور وسیں خاصہ یار دا ایہہ اسرار دا اے
حد پاونی بے پرواہیاں دی نہ ایہہ کار اُوہام[۲] احکار[۳] دا اے

۱ یہ صوفیائے کرام کی دو اصطلاحیں ہیں قبض اس حالت کو کہتے ہیں جب طبیعت عبادت کی طرف راغب نہ ہو اور بسط اس کے برخلاف دوسری حالت کا نام ہے۔ جب طبع عبادت کی طرف پوری طرح مائل ہو۔ ۲ جمع وہم کی، تخیل، افکار، ذہنی تصور ۳ ضدی، جھگڑالو۔

لکھاں دفتراں تھیں وچہ حرف پہلے گم جاوناں کم ہوشیار دا اے
مشتاق تیرا بھاویں جان وارے ایہہ وارنا کس مقدار دا اے
توں من نہ من میں تیریاں اوئے مینوں درد دے شوق اظہار دا اے
بھاویں عرض معروض دی نہیں حاجت دلوں کڈھنا درد انجار دا اے
تیرے شوق دی کار گذاریاں تے نہیں ٹُٹنا جوش خمار دا اے
انت چشم نمائیاں[1] تیریاں تھیں ہوندا حوصلہ دُرِ گفتار دا اے
راز داراں دے راز وچ سینیاندے ہمرنگ زر وچ عیار دا اے
ناہیں سمجھ گفتار دی عاجزاں نوں معنی باجھ الفاظ وچار دا اے
ایہہ کار رموز اشار دا اے ایدوں پرے نہ ہور چتار دا اے
ہوگ اوٹ عمال دی ہورناں نوں سانوں آسرا رب غفار دا اے
لئیں واچ پیاریا میریا او ایہہ خط کسے گنہگار دا اے
گنہگار دا اے تیرے یار دا اے نادار دا اے گنہگار دا اے
خوش حال پور درد بیمار دا ہے گوہڑی نیند وچ پئے بیدار دا اے

---

[1] جھڑک، دھمکی، ملامت۔

چٹھی بنام میاں غلام یٰسین

یہ وہ خط ہے جو حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحبؒ نے غلام یٰسین کے نام لکھا تھا۔ غلام یٰسین عالم پور کے مشہور درویش بابا طاہر شاہ صاحب کی اولاد میں سے تھا جو عالم پور سے ترک سکونت کر کے خورشید پور نزد مہد پور، تحصیل نکودر، ضلع جالندھر میں چلا گیا تھا۔ یہ خط حضرت مولوی صاحبؒ نے اس کو خورشید پور کے پتہ پر تحریر کیا تھا۔ اس میں علاقہ بیٹ کی معاشی زندگی کا پورا پورا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ دنیاوی زندگی کی خوشحالی اور بدحالی کے دونوں پہلوؤں کو نہایت موثر پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ خط اس قدر دردانگیز ہے کہ اگر انسان کے سینہ میں پتھر کا دل نہ ہو تو وہ اس کو پڑھ کر اشک و آہ کا خراج پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

دردیں پلیا دُکھیں جلیا تیل فراقیں تلیا
آہیں جلیا صبریں گُھلیا تاب اڈیکن چلیا
ہجر نہلایاں راتاں دے وچہ بہَ بہَ رویا ہویا
عدم تکلف دی وچہ ندیاں مَل مَل دھویا ہویا
حُبَّ اللہ دی دے وچہ رشتے ونہہ پرویا ہویا
بدھے ہتھ مقام ادب دے چُست کھلویا ہویا
سن اخواص دو رحمت برکت ہوگیا متوالا
عرض سلام بندے دا تیں وَل لکھیاں صفتاں والا
اٹھ دردا وگ سینیوں باہر نال پیام پیامے
خون جگر سر چاہڑ قلم دے بھر میرے وچہ نامے

آہ چھٹے جل جاوے کاغذ یا ایہہ کان[1] کمینہ
وچ فراق تیرے دے میرا جگر جلے یا سینہ
آب سروں جھل روہڑی اداسی وچے گئی تسلی
ندی بیاس سرشک میرے تھیں وگ ستلج[2] ول چلی
دل میرے دیاں لاٹاں وگیاں پسر گیاں جگ سارے
لگدی واہ بجھاؤ لوکو وَسدیو ندی کنارے
جے اک وار کرم دیاں لہراں میں ول دیہن ہولارے
تیرے ستلج دے وچکارے روہڑ دیاں دکھ سارے
توں ستلج دے وسیں کنارے اے محبوب پیارے
میں فرقت دیوچ گھمگھیراں ڈب ڈب کے دکھ تارے
تار کدی کر پار ندی تھیں روہڑ نہیں وچکارے
ایہہ دونین میرے رت وہندے طلب کرن دیدارے
جے وچ چشم تیری دے یارا چمک وگیندی پاواں
وہندی ٹھاٹھ اکھیں تھیں میرے نَے وچ روہڑ وگاواں
نام فراق قلم دے منہ تے جاں گذرے اک واری
درد تاسف تھیں وچہ دل دے وگدی درد کٹاری
ابن العین[3] تاسف زادہ رنگ رتا یاقوتی
نام سرشک[4] قلم تھیں رَس رَس کھڑدا صبر ثبوتی

---

[1] کلک کا قلم۔ [2] یاد رہے کہ میاں غلام یٰسین دریائے ستلج کے کنارے رہتا تھا اور مولوی صاحب دریائے بیاس کے کنارے۔ [3] آنسو۔ [4] آنسو کا قطرہ۔

ہتھ دلوں دل ہتھوں بے وس کیہہ کجھ لکھاں لکھاواں
واہ دردا بے درد دلاں نوں کیہہ کیہہ درد سناواں
سیک دتا دل درد تپایا ہویا نور و نوری
اجے میرا محبوب پیارا رہندا دور و دُوری
سچ کہاں خود دُور رہیا میں اس تھیں دوری ناہیں
اس دوری دے درد وں روندیاں رون گے بھر آہیں
بعضے حرف ادب تھیں گذرے لکھیا کیویں مٹاواں
جس دی تاہنگ اوسے دیاں رڑکاں بے وس دھکے کھاواں
شائد ایہہ خط بے درداں دی جاں نظراں وچہ گذرے
میں بے وقتے بانگے تائیں رگڑ گھتن سَن عذرے
میں توبہ وَگ کتول ٹریا قصد کدھر دا دھریا
کِیہہ لکھنا سی کِیہہ کجھ لکھیا کِیہہ سطراں وچہ بھریا
ایہہ تے ہے خط رو رو لکھیا گوجر ذات کمینے
طرف عزیز نجیب پیارے جان جگر یا سینے
جس دیاں وچہ اڈیکاں مینوں گذرے سال مہینے
کر اقرار جو نہ مڑ ملیا میں پُر درد خزینے
اے افسوس پئی ویرانی رُلیا دیس ہمارا
کجھ موئے کجھ کال رولائے کجھ ہو گئے آوارہ
ادھوں ودھ جہانوں گذرے جا قبراں وچہ سُتے
ہن گلیاں وچہ کھوتے ہینگن سُنج گھراں وچہ کُتے

ڈھے گئے واس زمیناں رڑھریاں جاں مینہ پئے کُرتے
رہندیاں سہندیاں تھیں پھر بہتے اُجڑے رزق وگُتے
اک دن سی اینہاں لوکاں اُتے زردانے گھا چاندی
باسمتی دے چاول کھاندیاں بلغم ہوندی جاندی
نعمت کھادی شکر نہ کیتا آئیاں پیش کمائیاں
وچہ ویاہاں جنے کھنے نے کنجریاں نچوائیاں
تے نوہاں دے ورنیاں ویلے جٹاں بوٹاں رائیاں
سودنیاں دیاں نوکاں اتے اشرفیاں جڑوائیاں
تے جموں دیاں فوجاں وانگوں جنجاں بنھ چڑھائیاں
کجھ ڈوماں کجھ بھنگیاں لٹے کجھ ربابیاں نائیاں
خود اُجڑے کجھ کُڑم اُجاڑے رہڑ گئے وچہ وڈیائیاں
اوڑک جاں دن الٹے آئے کھیتیاں گروی پائیاں
مگروں اُلٹ بیاسا وگیا روہڑیاں بیجیاں واہیاں
نوں نوں گزگیاں چڑھ ٹھاٹھاں بالیاں چھتاں ڈھائیاں
ادھی رات رُکھاں تے چڑھ چڑھ دتی ٹاہر بھرائیاں
لوکو اج غرور تساڈے اُڈ ہو گئے ہوائیاں
جاں طوفان غضب دا چڑھیا دیس اُجاڑاں پیاں
موئے خصم نخصمیاں ہوکے رناں اُجڑ گیاں
بھکیاں مردیاں تیرے وَل دیاں وَل وَل کے کر لئیاں
تے عدت دے گذرن توڑی صبر نہ کیتے کئیاں

ایہہ اوہو جو کدی وہاجیاں سی ہم وزن روپیاں
خاکوں مہنگیاں اج رولیندیاں حُسن پری دیاں سیاں
ایہہ کجھ حال بیاس کنارے اے ستلج دے واسی
تائیوں نہ توں ات ول آیوں دیکھ وبال اُداسی
ایس گمانوں گذر پیارے کر اک واری پھیری
مسر گلِے پر اج رواڑی وچہ وچہ رہی بتھیری
دل تھیں پیا پُکارا مینوں جاں ودھ گیا مقولہ
نہ کر طول کلام نکمّی بس غلام رسولا

حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) کی طرف سے شائع شدہ اور زیرِ اشاعت کُتب کی تفصیل درج ذیل ہے

شائع شدہ تصانیف:	مصنف	مرتب
احسن القصص	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
چٹھیاں	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
حلیہ شریف حضورؐ	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
سی حرفی سسّی پنوں	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
چوپٹ نامہ	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
پندھ نامہ	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
منتخب کلام	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
مآرب الخاشعین	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
ڈونگھے راز	صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری	
صحراؤں میں بہتے دریا	محمد سرفراز	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
پورن بھگت	لچھمن سنگھ راٹھور	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری

ان کے علاوہ گورنمنٹ آف پاکستان کے سب سے بڑے ادارے اکادمی ادبیات پاکستان نے بھی صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری کی تصنیف ''مولوی غلام رسول عالپوریؒ شخصیت اور فن'' شائع کی ہے۔ جسے بعد ازاں لینگوئج ڈیپارٹمنٹ پٹیالہ پنجاب انڈیا نے گُرمکھی رسم الخط میں شائع کیا ہے۔

زیرِ اشاعت تصانیف:

درج ذیل کُتب کمپوز ہو چکی ہیں اور ان میں سے کچھ کتب پروف ریڈنگ کے مراحل سے گزر کر اشاعت کے مرحلے میں داخل ہونے والی ہیں۔

روح الترتیل	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
داستانِ امیر حمزہ	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
مسئلہ توحید	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری
شجرہ طریقت	حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری